تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

جیتے جی قربانی

روحانی قربانی جسمانی قربانی کے مقابلہ میں یقیناً ذبحِ عظیم ہے، جسمانی قربانی کی تکلیف تو ایک لمحہ کی بات ہے، مگر روحانی قربانی تو کسی امرِ حق کی خاطر ساری زندگی کی جیتے جی کی قربانی ہے، جس میں مر کر نہیں، بلکہ جی کر حق کی راہ میں ہر تکلیف اور مصیبت کو انگیز کرنا اور ہر وقت موت کے لئے آمادہ رہنا ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے اس کی خاطر ملک شام کے سبزہ زار کو چھوڑا، وہاں کے عیش و آرام کو خیرباد کہا، عزیز و اقارب کو ترک کیا، اور ایک لق و دق صحرا میں تنِ تنہا رہنا گوارا کیا، وہاں خدا کے نام کا ایک گھر بنایا، اور اس کو آنے جانے والے مسافروں اور سوداگری کے قافلوں کے لئے مرکزی گذرگاہ ٹھہرایا، اور اس طرح دینِ حق کی تبلیغ، اور خانۂ خدا کی پاسبانی کے لئے نہ صرف اپنی زندگی تک بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور تک جو (ربنا) رب وابعث فیہم کی ابراہیمی دعاء کی قبولیت کا زمانہ تھا، اپنی پوری نسل کو ایسے صحرائے بے آب و گیاہ میں گذار دینے کا حکم دیا، یہ تھی وہ عظیم الشان قربانی جو حضرت اسمٰعیلؑ کی جسمانی قربانی کی تمثیل میں حضرت ابراہیمؑ کو دکھائی گئی، اور آج کے دن تک یہ روحانی قربانی ملتِ ابراہیمی کی حقیقت اور نسل اسماعیلی کی شریعت ہے، اور جانور کی جسمانی قربانی اس حقیقت کا مجاز ہے، اور اسلام میں جہاد اس مجاز کی حقیقت ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ——— (از مقالاتِ سلیمان۔ ج ۳ ص ۳۱۲)

فی شمارہ ۶ روپے | سالانہ ۱۳۰ روپے | ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs 6

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش

سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عطریات کی ——

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS
Perfumers
CHOWK, LUCKNOW-3

SHOP. 255257
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

تعمیر حیات میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

MAU CITY AFZALS

منو کا بنا

درد، زخم، چوٹ کٹنے جلنے کی مشہور دوا

نورانی تیل

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔

AUTO REFRCCTO METER AR.8.60

فوٹوکرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس ریزی لینس، فینسی باور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۶ | ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء - مطابق - ۲۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ | شمارہ نمبر ۹

زیرِ نگرانی :-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول :-
شمس الحق ندوی

مجلس ادارت :-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبدالرحمٰن ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرِ تعاون

سالانہ	۱۳۰ روپے
فی شمارہ	۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک :-
بحری ڈاک جملہ ۱۵ ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ ۱۳۰ روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

عذارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (بیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پرچہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— منیجر

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیرِ حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیرِ حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تعلیم کا مختصر خاکہ

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ ——— ترجمہ :— شمس الحق ندوی

(قسط نمبر ۱)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے (یہاں الفاظ مسلم کے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس مسجد میں تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں ابن طاب (مدینہ منورہ کے ایک شخص کا نام تھا جس کی طرف کھجور کی ایک قسم منسوب ہے) کی ایک سوکھی ٹہنی تھی مسجد کے جانب قبلہ بلغم پڑا تھا آپ نے اس ٹہنی سے اس کو کھرچ دیا۔

اس کے بعد ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں سے یہ کون پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے رخ پھیر لیں؟ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہم لوگوں نے سر جھکا لیا، دوبارہ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے یہ کون پسند کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے رخ پھیر لیں، ہم لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول ہم میں سے کوئی بھی یہ گوارہ نہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوں آپ نے فرمایا تو پھر تم میں سے جو شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوتا ہے (یعنی قبلہ رخ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے) لہٰذا وہ اپنے سامنے کی طرف ہرگز نہ تھوکے نہ ہی دائیں طرف تھوکے، تھوکنا ہی پڑے تو بائیں طرف اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے (یہ اس وقت تھا جبکہ مسجدوں کا فرش ریت و کنکری کا ہوتا تھا اب جبکہ مساجد میں چٹائی اور فرش بچھے ہوتے ہیں یا سنگ مرمر لگا ہوتا ہے درست نہ ہوگا بلکہ نمازی اپنے کپڑے یعنی رومال وغیرہ میں لے لے)[1]

اور اگر اضطراری کیفیت پیدا ہو جائے تو اس طرح اپنے کپڑے میں لے لے اپنے کپڑے کو موڑ کر بتایا کہ اس طرح ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کپڑے کو منہ سے لگا کر فرمایا کہ اس طرح کرلے۔

یہ سب بتانے کے بعد آپ نے فرمایا خوشبو لاؤ، محلہ کا ایک نوجوان تیزی کے ساتھ اپنے گھر گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشبو کو لے کر ٹہنی کے سرے پر لگایا اور تھوک کی جگہ پر لگا دیا۔ مسلم، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ نے سلیمان ابن بریدہ کی حدیث بیان کی انھوں نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ "ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا وقت پوچھا تو آپ نے اس سے فرمایا ہمارے ساتھ دو دن نماز پڑھو۔

جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور انھوں نے اذان دی پھر ان کو حکم فرمایا تو ظہر کی اقامت کہی (یعنی نماز ہوئی) پھر اس کے بعد جبکہ سورج ابھی کافی اوپر تھا اس کی روشنی تیز تھی کہ عصر کی نماز کا حکم دیا، پھر سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز کا حکم دیا پھر جب شفق (یعنی آسمان کی سرخی جاتی رہی) غائب ہو گیا تو عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر صبح صادق کے وقت فجر کی نماز کا حکم فرمایا۔

جب دوسرا دن آیا تو حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ دھوپ کی تپش کم ہو جائے تو نماز پڑھی جائے، چنانچہ اچھا خاصا وقت گذرنے کے بعد جب دھوپ میں اعتدال آ گیا تب ظہر کی نماز پڑھی، اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب کہ سورج ابھی کافی بلندی پر تھا، پہلے دن کے مقابلہ میں کافی تاخیر سے پڑھی، اور مغرب کی نماز شفق یعنی سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی، اور عشاء، تہائی رات گذرنے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز اسفار یعنی کافی روشنی ہو جانے کے بعد پڑھی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے، اس شخص نے کہا۔ اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری نماز کا وقت جس طرح دیکھا اس طرح ہے (یعنی عملاً تقدیم و تاخیر کی جو صورت دیکھی اس طرح پڑھا کرو، آپ نے عملی طور پر کر کے دکھا دیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورۃً تاخیر بھی کی جا سکتی ہے چونکہ عملی طور پر کر کے دکھانے میں بات زیادہ سمجھ میں آتی ہے اس لئے آپ نے یہ انداز اپنایا۔ امام نووی شرح مسلم میں اسی طرح وضاحت کی ہے)۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن

باقی ص ۲۹ پر

[1] شیخ عبدالفتاحؒ نے امام بخاریؒ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ محمد بن منصور کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوعبداللہ بخاری کی مسجد میں موجود تھے ایک شخص نے اپنی داڑھی سے کچھ گندگی نکالی اور مسجد میں پھینک دیا ہم نے امام بخاری کو دیکھا کہ وہ اس تنکے اور لوگوں کی طرف دیکھ رہے ہیں جب لوگوں کی نظر اس کی طرف سے ہٹی تو تنکے کو اٹھایا اور اپنی آستین میں رکھ لیا جب مسجد سے باہر نکلے تو میں نے دیکھا کہ اس کو آستین سے نکال کر پھینک دیا۔

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ	۲
۲	قربانی کی اصل روح (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	عالمگیر فساد اور اس کا علاج	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	۶
۴	امت اسلامیہ کی خصوصیت	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۴
۵	قربانی کی حقیقت	مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶
۶	قربانی کے اہم مسائل	مولانا فقیر محمد یوسف دہلویؒ	۱۹
۷	اجتہادی مسائل میں اعتدال کی راہ	مولانا سلمان الحسینی ندوی	۲۲
۸	مطالعہ کی میز پر	شمس الحق ندوی	۲۵
۹	نادر مکتوبات	ع ۔ ع ۔ ن	۲۷
۱۰	سوال و جواب	مطیع الرحمن عوف ندوی	۲۸
۱۱	عالمی خبریں	سعید اشرف ندوی	۳۰

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی ۱۵/- Rs. کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ ۳۰/- Rs.
پشت پر رنگین صفحہ ۴۰/- Rs.
۲۔
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O. Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)

برطانیہ
MR. M. AKRAM NADWI
O.C.I.S.
St. cross college
Oxford 0x1 3TU-U.K.

ساؤتھ افریقہ
MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB.
P.O. Box No. 388
Vereninging
(S. AFRICA)

قطر
MR. ABDUL HAI NADWI SB.
P.O. Box No. 10894
DOHA-QATAR

دبئی
MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB.
P.O. Box No. 12525
DUBAI- (U.A.E.)

پاکستان
MR. ATAULLAH SB.
Sector A-50, Near sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (PAKISTAN)

امریکہ
DR. A.M. SIDDIQUI SB.
98-Conklin Ave
Woodmere
NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

قربانی کی اصل روح

شمس الحق ندوی

ذی الحجہ کے مہینہ میں جب قربانی کا لفظ زبان پر آتا ہے یا اس کی آواز کان سے ٹکراتی ہے تو فوراً ذہن قربانی کے جانور اور چھری کی طرف چلا جاتا ہے اور کھانے کھلانے اور چہل پہل کی ایک دنیا ذہن میں گردش کرنے لگتی ہے لیکن قربانی کے اس لفظ میں کیا اسرار و رموز پوشیدہ ہیں، یہ لفظ قربانی ایک سچے مؤمن کی زندگی کے کن کن پہلوؤں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور اس کے اندر کتنی گہرائی پائی جاتی ہے۔ عوام تو خیر کالانعام کہلاتے ہی ہیں ان کا ذکر ہی کیا۔ پڑھے لکھے اور دیندار لوگوں کا ذہن بھی ادھر کم ہی جاتا ہے اور بالخصوص ہمارے موجودہ عہد کی مادہ پرستانہ، جاہ و منصب کی پیاسی اور جاعتی و گروہی عصبیت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی دنیا میں اس طبقہ کا ذہن بھی کم جاتا ہے یا اس کو اپنانے سے پیچھے ہٹتا ہے جو خود قربانی کا داعی ہے، اور اصلاح امت کی نازک ذمہ داری کا علمبردار ہے، جب مسئلہ اپنی انا، اپنی جماعت، اپنے مکتبۂ فکر کا آجاتا ہے تو اس کے سامنے امت کے نازک سے نازک مسئلہ میں بھی قربانی کے مفہوم و معانی سے ذہن یکسر خالی ہو جاتا ہے اور اگر ذہن ادھر جائے بھی اور اس کا کچھ استحضار ہو بھی تو ہزار تاویلیں سامنے آکھڑی ہوتی ہیں، اور پھر اپنی آن کے سامنے امت اور قوم و ملت کے سارے مصالح و مفادات پردے کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔

موجودہ حالات میں امت مسلمہ کس نازک دور سے گذر رہی ہے۔ وہ اعداء اسلام کی سازشوں اور منصوبوں کے کس نرغہ میں ہے اس سے نگاہیں بالکل پھر جاتی ہیں اگر سامنے کوئی چیز ہوتی ہے تو وہ صرف اپنی ذات، صرف اپنا خاندان، صرف اپنی جماعت، صرف اپنا مکتبۂ فکر، اس صورت حال نے امت کو کس حال زار سے دوچار کر دیا ہے وہ امت کے ہر درد مند پر عیاں ہے۔

ملت کے لئے جب قربانی کا موقع آتا ہے تو اپنی رائے سے تنازل کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور "إعجاب كل ذي رأي برأيه" کا مظاہرہ ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی ہے "اللهما اجعلني صبوراً واجعلني شكوراً واجعلني في عيني صغيراً وفي أعين الناس كبيراً" (اے اللہ تو ہم کو بہت صبر کرنے والا (حق پر قائم رہنے والا خلاف طبیعت باتوں کو برداشت کرنے والا) بنا بہت شکر کرنے والا بنا۔ ہم کو اپنی نگاہوں میں چھوٹا اور دوسروں کی نگاہوں میں بڑا بنا۔

بعض لوگوں نے جن کی نظر صبر کے معنی میں محدود ہے کہ کوئی مصیبت و پریشانی پیش آئے تو اس پر صبر کرنے والا بنا۔ ایسے کوتاہ نظر صبر کی دعا کو گویا مصیبت مانگنے کے مترادف سمجھتے ہیں کہ مصیبت آئے اور ہم صبر کریں یہ گویا مصیبت مانگنے کے مرادف ہوا جو اللہ کے سامنے ہمت و جرأت دکھانے کے ہم معنی ہے۔ حالانکہ صبر مصیبت ہی کے ساتھ محدود نہیں بلکہ ہر خلاف مزاج و طبیعت بات کو برداشت کرنے کے معنی پر مشتمل ہے، اگر صبر کی اس حقیقت پر نظر ہو تو۔ نفس پرستی جاہ پرستی، خاندانی اور جماعتی عصبیت سب پر یہ معنی حاوی ہوں گے اور یہی وہ اصل قربانی ہوگی جس کے پائے جانے سے امت کو عروج و ترقی نصیب ہوتا ہے۔

اس وقت سب سے بڑا سانحہ یہی ہے کہ قربانی کے یہ وسیع معنی نگاہوں سے اوجھل ہیں جن کی وجہ سے امت انتشار و خلفشار کا شکار ہو کر ذلت و خواری سے دوچار ہے، اگر ہمارے اندر قربانی کی وہ اصل روح پیدا ہو جائے جس کا اسوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عزیز سے عزیز چیز یعنی اپنے جگر پارۂ دل کو قربان کر کے کیا ہے تو ہم کو قومی اور ملی مسائل میں امت کے مفاد عامہ کے سامنے اپنا سب کچھ قربان کرنا آسان ہو جائے مگر یہ ایک جاں گداز سانحہ ہے کہ امت کے خواص جو امت کی کشتی کے کھیون ہار ہیں، جب امت کے مفاد عامہ کا مسئلہ آتا ہے تو اپنے اپنے دائرۂ فکر سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اپنے جاہ و منصب یا اپنی انفرادیت کو باقی رکھنے کے لئے امت کے مفاد عامہ سے تغافل برت کر اجتماعی فیصلہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں

(باقی ص ۱۸ پر)

عالمگیر فساد اور اس کا علاج

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

دوستو اور بھائیو! اس وقت تمام دنیا میں سخت اختلاف ہے۔ روزمرہ کی جو حقیقتیں سورج کی طرح روشن ہیں، اور جن میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کوئی دعویٰ ایسا نہیں جس کی ہر جگہ سے ہر اداہ سے اور ہر مکتب خیال سے تائید ہو ایسی کوئی حقیقت نہیں جس پر سب کے سب متفق ہوں۔ لیکن ایک بات ایسی ہے جس کی تائید آپ ہر طرف سے سنیں گے، اور جہاں جائیں گے اس کی صدائے بازگشت پائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں ایک عالمگیر فساد برپا ہے۔ اور ایسا بگاڑ ہے جس سے دنیا کا کوئی گوشہ خالی نہیں ہے یہاں تک کہ جو ملک اپنی مادی ترقی کے نقطۂ عروج پر پہنچ گئے ہیں وہاں بھی اگر آپ جائیں گے تو اسی کا رونا پائیں گے۔ کوئی مجلس، کوئی جلسہ، کوئی کتاب کوئی مباحثہ، کوئی مذاکرہ کوئی غور وفکر کا حلقہ اس سے خالی نہیں، دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کر جائیے، ہر جگہ آپ اسی کا شکوہ پائیں گے کہ بگاڑ بہت پھیل گیا ہے۔ اور دنیا میں ایک عالمگیر فساد برپا ہے، یہ وہ حقیقت ہے، جس پر قریب قریب اس وقت دنیا کے تمام سوچنے اور سمجھنے والے، یہاں تک کہ جو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، وہ بھی متفق ہیں، جو کتابوں کے پڑھنے والے ہیں، وہ کتابوں کے واسطہ سے جانتے ہیں، جن لوگوں کو اس کا اتفاق نہیں ہوتا یا اس کی فرصت نہیں ہوتی ان کے کانوں میں یہ بات پڑتی رہتی ہیں، ہمارا ملک ہو یا کوئی باہر کا ملک ہو، یورپ ہو یا امریکہ، افریقہ ہو یا ایشیا، اور یہاں تک کہ وہ سرزمین جو خیر و برکت کی سرزمین ہے، وہاں بھی اگر آپ جائیں گے تو اس کا احساس عام پائیں گے۔

یہ ایک ایسی الجھی ہوئی ڈور ہے جس کا سرا کسی کو نہیں ملتا، بگاڑ تو ضرور ہے لیکن بگاڑ کا سبب کیا ہے، اور جس قدر اس ڈور کو سلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے وہ الجھتی ہی چلی جارہی ہے۔ اس لیے کہ سرا ہاتھ میں لینے اور سرا تلاش کرنے کا جو فطری طریقہ ہے، اور جو خدا نے پیدا کیا وہ کھو گیا ہے۔ اور اس کی کسی کو خبر نہیں۔

دنیا کی فلاح وسعادت اور تباہی و ہلاکت انسان کے ساتھ وابستہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اور ان سب لوگوں کے عقیدہ کے مطابق جو خدا کے وجود پر یقین رکھتے ہیں اور خدا کی صفات کا کوئی نہ کوئی تصور ان کے اندر پایا جاتا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی اصلاح اور اس دنیا کا فساد، اس دنیا کی سعادت اور اس دنیا کی شقاوت اور اس کا بناؤ بگاڑ، اس کی خوشحالی اور اس کی بربادی سب کو انسان کے ساتھ وابستہ کیا ہے، انسان اگر اچھا ہے تو یہ دنیا اچھی ہے۔ اور اگر انسان بگڑا ہوا ہے، راستہ چھوڑ چکا ہے، خودکشی پر آمادہ ہے، تباہی و بربادی پر کمربستہ ہے۔ اس کو اپنی قیمت معلوم نہیں، وہ خدا کو بھول چکا ہے، اور اس کے نتیجہ میں اپنے کو بھی بھول چکا ہے اس کو اپنے آغاز و انجام کی خبر نہیں، یا فکر نہیں، تو پھر اس دنیا کے بگاڑ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اس بگڑی ہوئی دنیا کو بنا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی ہے وہ انسان کا محتاج نہیں، لیکن اس نے ایک قانون مقرر کر دیا ہے، یہ سنت الٰہی ہے، اور سنت الٰہی کبھی تبدیل نہیں ہوتی (وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا) قرآن شریف میں بار بار یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قانون جس کے لیے بنا دیا، جس میں جو خواص رکھ دیئے، ہزاروں، لاکھوں برس گزر جانے کے بعد بھی وہ خواص ان کے اندر پائے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قانون اسی طرح سے جاری وساری اور کارفرما ہے، جیسے ہزاروں برس پہلے تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اپنے ارادہ واختیار سے، اپنی قدرت سے دنیا کی سعادت وشقاوت کو انسان کے ساتھ وابستہ فرما دیا ہے خدا کا یہ قانون ہے کہ یہ دنیا انسان کے دم سے ہے، انسان اچھا ہے تو یہ دنیا اچھی ہے، انسان اگر برا ہے تو یہ دنیا فساد کا گہوارہ ہے، آپ اگر تاریخ میں اس کا سراغ لگائیں گے، اور

تاریخ کی تاریکیوں میں دور تک جائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا کا بگاڑ انسان کی وجہ سے ہے، انسان سرچشمہ ہے دنیا کی فلاح و سعادت کا اور انسان سرچشمہ ہے دنیا کی تباہی و ہلاکت کا۔ اس لیے اصل چیز جس پر محنت صرف کرنے اور توجہ کرنے کی ضرورت ہے، وہ انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی صحیح تربیت فرمائی اور ان کو مامور فرمایا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو عقل سلیم اور نبوت کا نور عطا فرمایا تھا۔ اس کی روشنی میں انھوں نے اس حقیقت کو پالیا کہ اس دنیا میں جو کچھ ان کے کرنے کا کام ہے، وہ انسان کی درستی ہے، اور انسان کی ہدایت ہے، راستے کو سمجھ لینا اور اس پر اپنی طاقت اور صلاحیتوں کو لگا دینا ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے اپنی ساری طاقت انسان کو سدھارنے پر صرف کی

انبیاء علیہم السلام نے اس حقیقت کو سمجھا اللہ کی نصرت ان کے شامل حال تھی۔ اور ارادۂ الٰہی ان کی پشت پر تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ تھا کہ ان کے ذریعہ سے اس گم کردہ راہ۔ انسانیت کو اور اس تباہ شدہ دنیا کو ایسا امن وسکون اور راحت عطا فرمائے گا کہ اس دنیا میں بھی انسان کو جنت کا مزہ آجائے، اور اپنی زندگی ہی میں وہ جنت کا مشتاق ہو جائے اور اس دنیا میں اس کو انسان بن کر رہنے کا سلیقہ آجائے، اسی لیے انبیاء علیہم السلام نے ایک لمحہ تردد کیے بغیر اور ایک دن بھی تجربے کی ضرورت سمجھے بغیر جس وقت وحی کا پہلا حصہ ان پر نازل ہوا انھوں نے ساری طاقتیں ایک موضوع پر صرف کر دیں۔ اور وہ انسان تھا۔

یہ انسان خود ایک عالم ہے:۔ لیکن خود انسان ایک عالم ہے۔ انسان کسی طرح سے اپنی وسعت میں اپنی گہرائی میں، اپنی پیچیدگی میں، اپنے تنوع میں، اپنے رازہائے سربستہ میں اپنے تہہ بہ تہہ پردوں میں کسی طرح اس کائنات سے، سیاروں سے، نظام شمسی سے، نظام فلکی سے اور ہماری اس لمبی چوڑی دنیا سے کم نہیں انسان تو اتنی وسیع مخلوق ہے جس کی تھاہ تک پہنچنا ہی ناممکن ہے جس طرح سے آپ سمندر میں ایک مشکی ڈالیں اور پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں گئی، انسان کی گہرائی اس سے بھی کہیں زیادہ ہے، اس کی تھاہ کو اس کا پیدا کرنے والا ہی جانتا ہے (اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)

یہ انسان خود ایک عالم ہے اس کو اللہ نے دماغ دیا ہے، اس کو اللہ نے دل دیا ہے، اس کو اللہ نے اعضاء وجوارح دیئے ہیں اس کو اللہ نے مقاصد عطا فرمائے ہیں، بڑے دور دراز، بڑے بلند، اس کی کیا خواہشات ہیں، کیا کیا ضرورتیں ہیں، کیا کیا ارادے ہیں، اس کی کیا کیا تمنائیں اور آرزوئیں ہیں، غرض کہ اتنا بڑا جنگل ہے بڑے سے بڑے محقق اس میں گم ہو جائیں۔

انبیاء علیہم السلام کے سامنے جب انسان آیا اور ان کو معلوم ہوا کہ اس انسان پر ان کو محنت صرف کرنی ہے، اور اس کو بنانا ہے تو اب ان کے لیے بڑا امتحان تھا۔ اگر اس موقع پر انسانی نفسیات کے ماہر ہوتے ہوئے بڑے بڑے مصلح ومعلم ہوتے، بڑے بڑے مفکر وفلسفی ہوتے تو ہزاروں ٹھوکریں کھاتے وہ انسان کی انسانیت کا سراغ لگانے کے لیے نکلتے اور اس کا سراڈھونڈھنے کے لیے وہ سفر شروع کرتے تو عمر گذر جاتی، بلکہ نسلیں گذر جاتیں اور ان کو اس کا سرا نہیں ملتا، یہ انسان ایک پہیلی ہے جس کا بوجھنا ہی مشکل ہے خود انسان اپنی حقیقت سے واقف نہیں۔ اس کے سیکڑوں شعبے ہیں، کتنے شعبے ہیں، جو معلوم ہو چکے ہیں۔ اور کتنے شعبے ہیں جو ابھی تک نامعلوم ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ، اگر اللہ کی رہنمائی نہ ہوتی اور اللہ کی نصرت شامل حال نہ ہوتی اور تقدیر الٰہی کا فیصلہ نہ ہوتا کہ اللہ کے آخری نبی ہی سے قیامت تک ہدایت کا کام لینا ہے، اور اس دنیا کا بگاڑ ان سے دور کرانا ہے۔ اور انسان کو اس کے خالق سے ملانا ہے اور انسان کے مقصد زندگی سے آگاہ کرنا ہے، تو انسان کی ہدایت کا کام آسان نہ تھا۔

انسان کی اصلاح وتبدیلی کا مرکز

انسانیت کے محققین کی نسلیں گذر گئیں جو دماغ ہی کے اندر سرگرداں رہیں اور دماغ ہی کا سفر پورا نہیں کر سکیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی رہنمائی فرمائی کہ دنیا کی اصلاح وتبدیلی کا مرکز انسان ہے اور انسان کی اصلاح وتبدیلی کا مرکز اس کا دل ہے دل کہنے کو تو ایک لفظ ہے لیکن اس کا بھی کوئی اور چھور نہیں، اس کی وسعت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ سارا عالم اس کا لقمہ بن سکتا ہے یہ سارا عالم اس کے دل کی وسعتوں میں ایسا گم ہو سکتا ہے کہ پتہ ہی نہ چلے اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت ورہنمائی فرمائی کہ انسان کے اندر خیر کا ارادہ پیدا ہو جانا، اپنی ہستی سے واقف ہو جانا اور ایثار کا مادہ اس کے اندر پیدا ہو جانا، اور اغراض سے اس کا پاک ہو جانا اپنی اور دوسروں کی زندگی کو خدا کے رضا کے راستے پر ڈالنے کی کوشش کرنا تاکہ سب کے سب خدا کی رضا کے جویا بن جائیں اپنے

شہوتوں اور خواہشات کی بندگی سے آزاد ہو جائیں۔ اور ایک خدائے واحد کی بندگی میں لگ جائیں۔ اور ان پر ان کے معدے کی حکومت نہ ہو، ان کے خواہشات کی حکومت نہ ہو، ان کے سفلی مقاصد کی حکومت نہ ہو۔ وہ صرف اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ہاتھ پاؤں نہ ماریں اور اس دنیا کو صرف اپنے گھر کے اندر محدود نہ سمجھیں، اپنے چار بچوں والی، آٹھ بچوں والی، دس بارہ افراد خاندان والی دنیا نہ سمجھیں کہ ساری دنیا اسی ایک گھر کے اندر آگئی اور یہی میری دنیا ہے۔ یہیں مجھے مرنا اور جینا ہے وہ اس تفس سے جس کی تیلیاں کہیں سونے کی ہیں، کہیں لوہے کی، مگر بہر حال ایک پنجرہ ہے۔ اس پنجرہ سے وہ آزاد ہو جائے اور آفاق کی وسعتوں سے آشنا ہو جائے۔ (وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ) اس کو معلوم ہو جائے کہ میرا خالق کیا ہے، اس کی کیا صفات ہیں، اس کے پاس کیا ہے، اس سے کیا چیز مانگنی چاہیئے۔ اس کے خزانے میں کیا کچھ ہے اس کے خزانے سے مجھے کیا مل سکتا ہے، وہ کون سے اعمال ہیں، کون سے اخلاق ہیں، کون سے عقائد ہیں، کون سا طرز زندگی ہے جس سے میں خالق سے وہ نعمتیں حاصل کر سکتا ہوں جن کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا (ولا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، نہ کسی آنکھ نے اس کو دیکھا نہ کسی کان نے اس کو سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا)

انسان کے اندر بے شمار درندے چھپے ہوئے ہیں جب باہر نکلتے ہیں تو دنیا تباہ ہو جاتی ہے

انسان ایک جنگل ہے، اس میں ہر طرح کے شیر چیتے اور تیندوے موجود ہیں۔ یہ نہ سمجھے گا کہ یہ اس کے باہر کی دنیا میں موجود ہیں بلکہ درحقیقت یہ انسان کے اندر موجود ہیں، اور باہر ان کا ظہور ہے، انسان کے اندر کے شیر اور تیندوے، انسان کے اندر کے چیتے اور بھیڑیئے انسان کے اندر کے کتے اور سور باہر کے کتے اور سوروں سے کہیں زیادہ خطرناک کہیں زیادہ زہریلے، کہیں زیادہ خونخوار اور کہیں زیادہ انسان کے خون کے پیاسے ہیں اور ان کے اندر ان سے کہیں زیادہ خباثت ہے، یہ انسان کے اندر کے سانپ اور بچھو جب سے باہر نکل آئے ہیں تب سے دنیا تباہ ہوئی ہے۔

باہر کے درندوں نے کبھی دنیا پر حملہ نہیں کیا۔

باہر کے سانپ اور بچھوؤں نے دنیا کو کبھی تنگ نہیں کیا۔ آپ نے یہ کبھی تاریخ میں نہیں پڑھا ہوگا کہ سانپوں اور بچھوؤں نے اپنی تنظیم کی اور اپنے دشمنوں کے خلاف لشکر کشی کی کبھی آپ نے یہ نہیں سنا ہوگا کہ ساری دنیا کے شیر اکٹھا ہو گئے۔ اور شیروں نے دنیا پر حملہ کر دیا۔ یہاں پر تاریخ کے بہت سے طالب علم ہیں۔ آپ نے کسی تاریخ میں یہ پڑھا کہ بھیڑیئے انسان سے لڑے ہوں یا بھیڑیئے بھیڑیوں سے لڑے ہوں، چھوڑ دیجئے انسان کو لیکن کتنے بار آپ نے پڑھا اور پڑھتے پڑھتے آپ تنگ آگئے، اور پڑھنا تو بڑی دور کی بات ہے ہماری اور آپ کی زندگی میں دو دو جنگیں پیش آئی ہیں، ہم میں سے بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جنھوں نے پہلی جنگ عظیم بھی دیکھی ہوگی خواہ وہ اس وقت بچے رہے ہوں، یہ دونوں جنگیں کس نے کس کے خلاف لڑیں، خدا کے لیے یہ بتائیے کہ یہ سانپوں اور بچھوؤں کی لڑائی تھی انسان سے، یا سانپوں اور بچھوؤں کی لڑائی تھی سانپوں اور بچھوؤں سے، بچھو بچھو سے لڑتا ہے، سانپ سانپ سے لڑتا ہے، بھیڑیا بھیڑیئے کو کھاتا ہے مگر بھیڑیوں نے کبھی اپنی تنظیم نہیں کی، بھیڑیوں نے کبھی اپنی صف بندی نہیں کی۔

ایک ملک کے بھیڑیئے کبھی دوسرے ملک پر حملہ آور نہیں ہوتے

بھیڑیوں میں کبھی کوئی عصبیت پیدا نہیں ہوئی کہ ایک ملک کے بھیڑیئے دوسرے ملک کے بھیڑیئے سے لڑیں، لیکن انسانیت کی تاریخ میں ایک دن بھی آپ بتا سکتے ہیں کہ انسان نے انسان کے خلاف لشکر کشی نہ کی ہو۔ ایک ملک کا دوسرے ملک سے مقابلہ نہ ہوا ہو۔ یہاں تو شہر شہر کے خلاف لڑتے ہیں، محلے محلے کے خلاف لڑتے ہیں۔ برادری برادری کے خلاف لڑتی ہے، قومیں قوموں کے خلاف لڑتی ہیں، لیکن جانور کے متعلق کبھی ایسا نہیں سنا گیا۔

انسان کے اندر کے یہ خونخوار جانور کب باہر نکلتے ہیں؟ خدا کے پیغمبروں نے جو حصار تعمیر کیا ہے اور جس کے اندر یاجوج ماجوج کی طرح وہ بند ہیں۔ انسانوں کے ان خونخوار جانوروں کو لگام دینے کے لیے ان کے اس جذبے کو کچلنے کے لیے ان کو قابو میں رکھنے کے لیے بلکہ ان کو انسانوں میں تبدیل کرنے کے لیے اللہ کے پیغمبروں کے پاس ایک نسخہ ہے، جب انسان اس سے سرکشی کرتا ہے، یا اس نعمت کی ناقدری کرتا ہے تو انسانوں کے اندر جو درندے ہیں یہ باہر نکل آتے ہیں، اور پوری دنیا میں فساد برپا ہو جاتا ہے۔

جب انسان انسان کا شکار کھیلنے لگتا ہے جب انسان، انسان کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے تو کیا ہوتا ہے، یہ آپ کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دوسری توفیق یہ تھی کہ اس نے ان کو یہ سمجھ عطا فرمائی کہ انسان کے دل پر اپنی وہ ساری طاقتیں لگا دیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے! "ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب" (انسان کے اندر ایک مضغہ گوشت ہے ایک حقیر سا ٹکڑا ہے انسانی گوشت کا، اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے، وہ بگڑ جائے تو سب بگڑ جائے، یاد رکھو وہ دل ہے) اس لیے انھوں نے دل پر اپنی طاقت صرف کی انھوں نے اس حقیقت کو پالیا کہ وسائل اور ارادے ذہانتیں، طاقتیں، کائنات کے سارے خزانے، روپیہ پیسہ، اور دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی نعمتیں پیدا کی ہیں، اور جتنے بھی فائدہ پہونچانے اور نقصان پہونچانے والے ذرائع پیدا کئے ہیں وہ سب انسان کے ارادے کے تابع ہیں، انسان کے اندر خیر کا ارادہ پیدا ہو جائے تو اگر وسائل نہ ہوں گے تو وہ وسائل پیدا کرلے گا۔ اور اللہ اس کے لیے وسائل پیدا فرمادے گا۔ اگر انسان کی طبیعت کا رُخ صحیح ہو جائے، اگر انسان خیر کا طالب ہو، اگر انسان انسان کی فلاح چاہنے والا ہو، اگر انسان انسان کو نفع پہونچانے کا خواہشمند ہو اگر انسان انسان کا خادم بن جائے، اگر انسان اپنے اغراض سے پاک ہو جائے، اگر انسان اپنی ہستی کو دوسرے کے لیے مٹانا چاہے، دوسرے کے زندہ رہنے کے لیے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کی ہمت رکھتا ہو۔ اور اس دنیا سے بداعتی کو دور کرنا چاہے اس دنیا سے نفرت کو دور کرنا چاہے اس دنیا کو امن سے خوش حالی سے، اللہ کی محبت سے، انسان کے قدر سے انسانی جان کی قیمت کے احساس سے بھر دینا چاہے تو پھر وسائل نہ ہوں گے تو بھی وہ اتنا بڑا کام انجام دیگا جو بڑے سے بڑے وسائل کے ساتھ آج تک نہ انجام پایا ہے نہ انجام پاسکتا ہے۔ اصل چیز ہے انسان کا ارادہ، اگر وہ ارادہ صحیح ہو جائے اور اس کا سرچشمہ صحیح ہو جائے جہاں سے وہ ارادہ نکلتا ہے تو سب کچھ درست ہو جائے۔

ساری خرابیوں کا انحصار اس پر ہے کہ انسان کے دل میں کیا ہے؟

ہمارے اس ہاتھ میں اللہ نے بڑی بڑی طاقت رکھی ہے لیکن یہ ہاتھ خود کوئی چیز نہیں، اس کی کوئی ہستی نہیں، یہ ہاتھ مظلوم پر ظلم کے لیے اٹھ سکتا ہے، ظالم کی مدد کے لیے اٹھ سکتا ہے، اٹھ کیا سکتا ہے اٹھتا رہتا ہے اور آج تو صرف اسی کے لیے اٹھ رہا ہے۔ آج ساری انسانی توانائیاں اور اس کی ساری طاقتیں ظلم کے لیے وقف ہیں، اور یہ کوئی انہونی اور بعید از قیاس بات نہیں ہے۔ جب انسان کا دل بدل جائے، انسان کے دل میں اور اس کی نیت میں فتور آجائے اور اس کے دل کے اندر انسان کو دشمنی گھر کر جائے۔ اس کو انسان کے خون کی چاٹ لگ جائے تو اس کا ہاتھ یتیم کا سر قلم کرنے کے لیے، بیوہ کے سر سے آخری دوپٹہ، یا اس کے چہرے کو چھپانے کے لیے اس کی آبرو کی حفاظت کے لیے جو آخری سہارا رہ گیا ہے، اس کو چھین لینے کے لیے، غریب و مفلس کے فاقہ زدہ گھر سے جس کو مفتوں کے بعد چند دانے پکانے کے لیے انیا اور اپنے یتیم بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ہیں یہ چند دانے اور اس کے چولھے، تو اٹھا لینے اور اس کی آگ کو گل کر دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ لیکن مسئلہ صرف ہاتھ کا نہیں بلکہ اس کا اور اس طرح کی ساری خرابیوں کا انحصار اس پر ہے کہ انسان کے دل میں کیا ہے؟ اس کا ارادہ کیا ہے؟ کیا انسان کے اندر خیر کی طلب پیدا ہو گئی؟ کیا اس کے اندر خوف پیدا ہو گیا۔ کیا انسانیت کی حقیقت اس پر کھل گئی؟ کیا انسان کو ہستی کا آغاز و انجام معلوم ہو گیا۔ بس سارا انحصار اسی پر ہے۔

انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جتنی زرخیزی رکھی ہے، اور اس کے اندر سونا اگلنے کی جو صلاحیت رکھی ہے اس کے سامنے سائبیریا کے میدان، اور ہندوستان کی سرسبز و زرخیز زمین ہیچ ہے، اگر اس کے اندر نیک ارادوں کے اگنے، پھلنے پھولنے اور پرورش پانے کی صلاحیت پیدا ہو گئی، اور انسان کے سفلی اغراض و مقاصد اور اس کی سفلی خواہشات کھاد بننے کے لیے تیار رہے تو انسان ان کو کھاد بنا کر اپنے دل کی سرزمین سے نیک ارادوں کی کھیتی پیدا کر سکتا ہے اور یہ کھیتی پھل دے سکتی ہے، پک سکتی ہے اور کاٹی جا سکتی ہے، لیکن اگر یہ دل کی سرزمین اوسر اور بنجر ہو گئی تو اس کے اندر کانٹے تو پیدا ہو سکتے ہیں، پھول پیدا نہیں ہو سکتے، اس کے اندر تلواریں تو اگ سکتی ہیں، لیکن امن دینے والی چھاؤں نہیں پیدا ہو سکتی، انسان کے دل کی کھیتی ایسی منحوس بن گئی ہے، ایسی الٹی ہو گئی ہے کہ اس کے اندر زہر تو پیدا

ہوسکتا ہے، تریاق نہیں پیدا ہوسکتا. بدامنی تو پیدا ہوسکتی ہے امن پیدا نہیں ہوسکتا نفرت پیدا ہوسکتی ہے، محبت نہیں ہوسکتی اپنے بچوں کو پالنے کے لیے یتیموں کا پیٹ پھاڑنے کا جذبہ پیدا ہوسکتا ہے، لیکن کسی بے کس، کسی مظلوم اور کسی مصیبت زدہ کی حفاظت اور کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے کا جذبہ نہیں پیدا ہوسکتا۔

اگر یہ دنیا جنت کا نمونہ بنادی جائے لیکن دل خراب ہے تو پھر جہنم کدہ بن جائے گی

اگر انسان کی فطرت ہی کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ اس کی پیاس شربت سے نہیں بجھتی دودھ سے نہیں بجھتی (جس کو اللہ نے "لبنًا خالصًا سائغًا للشاربین" کہا ہے، اس کی پیاس ٹھنڈے میٹھے پانی سے نہیں بجھتی (جس کو قرآن "ماءً فراتًا" کہتا ہے) اس کی پیاس دجلہ و فرات کے پانی سے نہیں بجھتی بلکہ اس کی پیاس انسان کے خون سے بجھتی ہے ایسی حالت میں اگر یہ چاند اور دوسرے سیارے جن تک پہونچنے اور وہاں کی آب و ہوا اور وہاں کی سطح اپنے مناسب بنانے میں انسان اپنی ساری توانائیاں صرف کر رہا ہے، یہ چاند، مریخ اور دوسرے سیارے زمین پر اتر آئیں۔ انسان کے قدموں کے نیچے آجائیں اور یہ ساری دنیا جنت کا نمونہ بنادی جائے لیکن انسان کے دل کی کھیتی خراب رہے اور اس سے خیر پیدا کرنے کی صلاحیت جاتی رہی ہے تو یاد رکھو انسان کی تقدیر میں تباہی ہی تباہی لکھی ہوئی ہے، اس کی حالت کبھی سدھر نہیں سکتی، اور یہ دنیا انسانوں ہی کے ہاتھوں جہنم کدہ بن جائے گی۔

دل کی کھیتی کی طرف توجہ کیجئے

حضرات! دنیا میں ہر طرف پھیلے ہوئے فساد کو، بدامنی کو، سروں پر منڈلاتے ہوئے مہیب جنگ کے خطرہ کو دور کرنے کے لیے اور انسان کو امن و سکون اور باہمی اعتماد و محبت کے ساتھ زندگی گذارنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے دل کی کھیتی میں ہل چلایا جائے آپ کسانوں کو دیکھتے ہیں خدا کے بنائے ہوئے صحیح اور فطری قانون کے مطابق کسان زمین میں ہل چلاتا ہے تو زمین کتنا خزانہ اگل دیتی ہے۔ اسی طرح اگر دل کی کھیتی میں ہل چلایا جائے۔ اور خدا کے پیغمبروں کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلایا جائے اور اس میں تھوڑی سی محنت صرف کی جائے اور دل کی کھیتی لہلہا اٹھے اور پھلنے پھولنے لگے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت دنیا کا نقشہ کیا ہوگا۔؟ یہ حقیر زمین جو آپ کے قدموں سے تلے روندی جاتی ہے۔ اس سے آپ نے اتنا بڑا فیض پایا اگر آپ دل کی کھیتی میں خدا کے پیغمبروں کے دیئے ہوئے ہل چلاتے، اور ان کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق آپ اس کی خدمت کرتے اور اس میں محنت کرتے۔ اور وہ کھیتی برگ و بار لاتی تو پھر آپ دیکھتے کہ دنیا میں کیسی بہار آتی۔ اور جب دل کی کھیتی خزانہ اگلتی تو دنیا کا دامن کیسے کیسے موتیوں سے بھر جاتا، کیسے کیسے ولی کامل، کیسے کیسے خادم انسانیت، کیسے کیسے بے لوث و بے غرض انسان اور انسانوں کے لیے اپنا خون پانی ایک کرنے والے سامنے آتے کہ جن کے کارناموں کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔

جب دل کی دنیا بدلتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟: کوئی باور نہیں کرسکتا کہ کیا انسان کے اندر اپنی بے غرضی پیدا ہوسکتی ہے، کیا انسان دوسروں کی خاطر اپنی اولاد کو قربان کرسکتا ہے، کیا انسان وعدہ وفا کرنے کے لیے اپنا گھر لٹا سکتا ہے۔ ایک انسان کو بچانے کے لیے اپنے سارے کنبے کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔ ایک انسان خود زخمی ہے اور پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں۔ مر رہا ہے۔ پھر بھی دوسرے زخمی کی پیاس بجھانے کے لیے اپنا پانی پیش کرسکتا ہے، دنیا کی عقل اس کا تصور کرنے سے بھی عاجز ہے، یہ سب کرشمہ تھا۔ خدا کے پیغمبر کی محنتوں کا انھوں نے دل کی کھیتی پر صحیح طریقے سے محنت کی اور اس کے اندر اللہ کے رکھے ہوئے مخفی خزانوں اور دفینوں کو نکالا اور عالم انسانیت کو اس سے مالا مال کردیا۔

خدا کے پیغمبروں نے اس زمین کو چھوڑا بڑے بڑے ماہرین کو چھوڑا کہ وہ صنعتوں کو ترقی دیں، زمان کو روکنا ان کی رہنمائی کا دعویٰ کیا بلکہ انھوں نے صاف کہہ دیا "أنتم أعلم بأمور دنیاکم" صنعت والے صنعت کے میدان میں ترقی کریں، زراعت والے زراعت کے میدان میں اور علم والے علم کے میدان میں اللہ نے ہم کو ایک اور میدان دیا ہے۔ وہ انسانیت کا میدان ہے اور انھوں نے اس میدان میں محنت صرف کی تو دنیا کا نقشہ کیا سے کیا ہوگیا، صرف ایک دور کی تاریخ پڑھئے، صحابۂ کرام کے دور کی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے یہ موقع دیا کہ وہ دل کی سرزمین میں کھیتی کریں تو آپ دیکھئے کہ اس دنیا میں کیسی بہار آئی۔

ارادہ نیک ہو تو راہ کی موجود دشواریاں حائل نہیں ہوتیں

اس وقت ہزاروں مشکلات تھیں تمدن اپنے

بالکل ابتدائی دور میں تھا۔ انسانیت نے بہت سے میدانوں کا انکشاف ہی نہیں کیا تھا، سائنس نے گویا اپنا سفر ہی شروع نہیں کیا تھا، قدم قدم پر رکاوٹ تھی، سفر کی دشواریاں تھیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ آدمی کے پہونچنے کے لئے سخت مشکلات درپیش تھیں لیکن جب نیک ارادہ پیدا ہوا اور ان کے اندر انسانوں کو خدا کا پیغام پہونچانے کا انسانوں کو تاریکی سے نکالنے کا اور ترحم کا سچا جذبہ پیدا ہوا کہ انسان اپنی ہستی کو کس طرح خاک میں ملا رہا ہے، اور ان کو اپنی آنکھوں سے صاف نظر آیا کہ جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور انسان اس میں چھلانگ مارنا چاہتے ہیں، جیسے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ روشن کی اور پروانے اس میں گرنے لگے۔ وہ ہٹاتا ہے۔ مگر ہٹا نہیں پاتا، پروانوں کی طرح لوگ اس میں کودنے اور چھلانگ مارنے کے لیے تیار ہیں۔ اور میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں اس سے ہٹانا چاہتا ہوں، جب صحابۂ کرام پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی تو پھر سفر کی صعوبتیں اور اس کی دشواریاں ان کی راہ میں حائل ہوئیں اور نہ اس وقت کی دقتیں اور سفر کی طوالت، راستوں کے خطرات۔ ان میں سے کوئی بھی چیز ان کے عزم کے سامنے ٹک نہیں سکی، اس لیے کہ ایک تو نیک ارادہ پیدا ہوا۔ دوسرے یہ کہ وہ ارادہ ان پر مستولی ہوگیا۔ ان کے اعصاب پر اور ان کے دل و دماغ پر چھا گیا، اب ان کو کھانا پینا مشکل ہوگیا، وہ لقمہ توڑتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ میں لقمہ توڑتا ہوں اور اللہ کے ہزاروں بندے بالکل (علی شفا حفرۃ من النار) جہنم کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں جتنی دیر میں لقمہ منہ میں رکھوں گا اور اتاروں گا، اتنی دیر میں کتنے خدا کے بندے جہنم کے گڑھے میں گر پڑیں گے۔

آج ہر چیز موجود ہے لیکن انسانیت کا سچا درد مفقود ہے۔

آج کس چیز کی محتاجی ہے، کیا چیز دنیا سے کھو گئی ہے، خدا کے لیے غور کیجئے، کیا چیز اس وقت دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ نیک ارادہ نہیں، انسان کی قدر نہیں، انسانیت کی فکر نہیں، خطرات ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں، ان کو کسی کی پروا نہیں، اپنی اپنی تو فکر ہے لیکن کسی کو عام انسانیت کی فکر نہیں۔ اگر تیسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور یہ ہائیڈروجن بم چلا دیئے گئے تو دنیا کا کیا حشر ہوگا۔ باتیں تو اس کی بہت کی جارہی ہیں، ریڈیو اس کے ہر طرف ہیں، لیکن کسی کو اس کا سچا درد نہیں ہے، اور جو لوگ سمجھ کر سکتے ہیں اور انسانیت کو بچا سکتے ہیں، وہ سب سے زیادہ ان کے وسائل کی تیاری میں منہمک ہیں، یہ سمجھ لیجئے کہ نئی جنگ کے لیے ساری قومیں اور دنیا کی ساری طاقتیں پر تول رہی ہیں اور ساری دنیا میں جو کچھ ریس ہے وہ اسی کی ہے، کسی کو بدی سے نفرت نہیں ہے، کسی کو انسان کی تباہی کا غم نہیں جو حقیقی دکھ اور صدمہ ہونا چاہئے۔ جیسے باپ کو اولاد کا صدمہ ہوتا ہے، بھائی کو بھائی کا صدمہ ہوتا ہے، وہ صدمہ کسی کو نہیں، صرف زبانی باتیں ہیں، امریکہ سے لے کر آپ ایشیا کے آخری سرے تک چلے جائیے۔ آپ کو ہر جگہ باتیں ملیں گی۔ لیکن اس کے اندر درد مفقود ہے، جو درد کراہ اور کسک ہوتی ہے وہ کسی میں آپ نہیں پائیں گے۔ اس میں سارا حصہ عقل کا ہے، سارا حصہ ذہانت کا ہے، دنیا کے خطرات سے واقفیت اور اس کی تحلیل اور تجزیہ ایسا کریں گے کہ معلوم ہوگا کہ جیسے کسی معمل میں کسی چیز کے الگ الگ اجزاء کئے جاتے ہیں، بالکل ہندی کی چندی کرکے آپ کو بتا دیں گے کہ کیا خطرہ درپیش ہے۔ لیکن اس کے اندر جو انسانیت کا درد ہے یا دل کی کسک ہے، وہ نہیں ہوتی۔ جیسے آدمی اپنے گھر کا کوئی واقعہ بیان کرتا ہے تو اس کا لہجہ اور ہوتا ہے، آنسو اس کی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے ہوتے ہیں، آواز میں تعثر ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل رو رہا ہے۔

آج دنیا کے بڑے بڑے فلسفی نہایت اطمینان سے دنیا کے خطروں کو بیان کرتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کوئی بہت خوش آئند بات ہو، کوئی مبارک واقعہ ہو، جس کو مزہ لے لے کر بیان کیا جائے اس لئے کہ انسانیت سے کسی کو حقیقی اور قلبی تعلق نہیں ہے۔ سب زبانی باتیں اور دماغی تعیشات ہیں۔

آج دنیا کی ساری کمی پوری ہوچکی ہے۔ کرنے کو سب کچھ ہمارے پاس ہے۔ اگر ہم نیک بننا چاہیں، اگر ہم انسان کی خدمت کرنا چاہیں اگر ہم انسان کو ان خطرات سے نکالنا چاہیں اگر ایک فرد بھی قطب شمالی یا قطب جنوبی میں ہے۔ ہم اس کی مدد کرنا چاہیں تو اللہ نے ہم کو وہ وسائل دیئے ہیں کہ ہم ان کی مدد کو پہونچ سکتے ہیں، لیکن ہمارے اندر سچا ارادہ نہیں، ہمارے اندر اس کا شوق نہیں۔ ایک شخص کے پاس سب کچھ ہے، وہ لاکھوں روپے سے مدد کرسکتا ہے۔ لیکن وہ خسیس ہے بخیل ہے۔ اس کو پیسے کی محبت ہے، ریاست ہے اور کاہل الوجود ہے، وہ بالکل ہاتھ ہلانا نہیں چاہتا تو بتایئے اس کی

دولت کیا کام آئے گی۔ ایک شخص حج کو جا سکتا ہے، خدا نے اس کو ایسے ذرائع دیئے ہیں لیکن حج کا ارادہ نہیں ہے، حج کا شوق نہیں تو بتایئے، پھر کون اس کو حج پر آمادہ کر سکتا ہے۔

آج انسان سب کچھ کر سکتا ہے، لیکن کرنا نہیں چاہتا

اسی طرح آج انسان کے نیک بننے اور انسان کی خدمت کرنے اور اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دینے، اس دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دینے اور اس دنیا کو مسجد و معبد میں تبدیل کر دینے کا جیسا زریں موقع، جیسا آسان راستہ اس وقت ہے ایسا کبھی نہیں تھا، آج بدقسمتی سے انسان سب کچھ کر سکتا ہے لیکن کرنا نہیں چاہتا، کیوں نہیں چاہتا؟ کرنے کا فائدہ اس کے سامنے نہیں، فائدہ کیوں سامنے نہیں، اس کو یقین نہیں! سوائے اپنی آسائش کے، سوائے اپنے معدے کے تجربوں کے اپنے جسم کے تجربوں کے اور اپنے محسوسات کے، وہ اپنی ذات اور اپنی اولاد کے سوا سب کچھ بھول گیا ہے، اور اب مجھے خطرہ ہے کہ شاید ہماری زندگی نے وفا کی اور کچھ دن ابھی باقی ہیں، وہ وقت بھی کچھ دور نہیں، جب اپنی اولاد کو بھی بھول جائے گا، خود غرضی میں اور خود پرستی میں، خود نمائی اور اپنے وجود میں سب کچھ محدود کر دینے کے سلسلہ میں جس رفتار سے انسان ترقی کر رہا ہے۔ اگر یہ رفتار جاری رہی تو چند دنوں میں ہم دیکھ لیں گے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو بھی بھول جائیں گے۔ اور صرف اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کریں گے، ڈاکٹر بھوکے ہیں اور بلک رہے ہیں تو ان کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی، دنیا میں جہاں مادیت اپنے صحیح برگ و بار لائی ہے اور نبیوں کی تعلیم ان کو روکنے کے لئے وہاں موجود نہیں تھی، یہاں تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بگڑی ہوئی اور بچی کھچی تعلیمات کلیسائے تعلیمات اور انجیل کی تعلیم وہ بھی وہاں سے رخصت ہو گئی ہے، وہاں تو یہ حال ہے کہ انسان کو اپنے سوا کسی کا ہوش نہیں رہا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنا بھی ہوش نہیں رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے (شغلتہ انفسھم) آخری عبرت کا منظر یہ ہے کہ انسان کو اپنا بھی صحیح ہوش باقی نہ رہے یعنی اپنے پیٹ کا تو ہوش رہے، اپنا ہوش نہ رہے۔

ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل معاملہ ہے انسان کا اور انسان کا بھی جو کچھ معاملہ ہے، وہ اس کے دل کا ہے، اور دل کا جو کچھ بھی معاملہ ہے وہ اس کے نیک ارادوں کا ہے، اگر یہ چیز پیدا ہو جائے یعنی نیک ارادے پیدا ہونے لگیں تو پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، یہ وسائل کا تو صرف نام ہی نام ہے، وسائل تو انسانی ارادوں کے تابع ہیں، جن کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے انسان خود پیدا کرتا ہے۔

خرابی صرف یہ ہے کہ دنیا کا رخ غلط ہے

اس وقت دنیا کے اندر جو انقلاب آیا ہوا ہے، اس کو خواہ کسی عنوان سے بیان کیا جائے وہ یہ ہے کہ انسان کا رخ خیر سے شر کی طرف مڑ گیا ہے، ساری طاقتیں ہیں لیکن اس کی منزل غلط ہو گئی ہے، وہ چل رہا ہے، چلنا ہرگز بند نہیں ہوا، بلکہ پہلے چلتا تھا پھر دوڑنے لگا، اور اب اڑنے لگا ہے، لیکن جس طرف اڑ رہا ہے، وہ شر کی منزل ہے، انسانیت کشی کی منزل ہے، انسان کو برباد کرنے کی منزل ہے۔

سب نے جاہ طلبی میں، اقتدار پسندی میں، حکومت کی کرسی حاصل کرنے میں اپنا سب کچھ داؤں پر لگا دیا ہے، انسانیت کا سارا اثاثہ داؤں پر لگا رکھا ہے، انسانیت کی ساری متاع داؤں پر لگا رکھی ہے، ساری تاریخ داؤں پر لگا رکھی ہے، ساری تہذیب داؤں پر لگا رکھی ہے، بلکہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسانیت کی لاشوں پر اگر انسان کھڑا ہو کر "انا ربکم الاعلیٰ" کہہ سکتا ہے، تو درجنوں کی تعداد میں ہے، سیکڑوں کی تعداد میں نہیں، ہزاروں انسان اس کے لئے تیار ہیں، ان اللہ کے بندوں سے، عقل کے دشمنوں سے پوچھا جائے کہ جب انسان ہی نہ ہوں گے، تو تم کس پر حکومت کرو گے، پتھروں پر حکومت کرو گے، پہاڑوں اور ٹیلوں پر حکومت کرو گے، ریت کے ذروں پر حکومت کرو گے، لیکن آج کے انسان کو ان سوالات سے کوئی دلچسپی نہیں، اب تو صرف حکومت مقصود بن گئی ہے اور دماغوں پر ایسی مستولی ہو گئی ہے کہ محکوم کی بھی فکر نہیں، اقتدار کی یہ ہوس، جس کے لئے فرعون قرآن میں معیاری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور دولت کی ہوس، جس کے لئے قارون معیاری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے، وزارت کا شوق، جس کے لئے ہامان معیاری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے، یہ تین زندہ جاوید کردار ہیں، ہامان، قارون ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ؎

نفس مارا کمتر از فرعون نیست
لیک اورا عون مارا عون نیست

فرق ہے کہ فرعون کے پاس ساز و سامان تھا، اور ہم میں سے کتنے آدمی ہیں، جن کے اندر فرعون بول رہا ہے۔

آج انسان نیلام پر چڑھ چکے ہیں

لیکن ان کے پاس اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ساز و سامان نہیں، آج ساری دنیا اس راستے کے پیچھے آنکھ بند کر کے چل جا رہی ہے، جیسا کہ میں

نے پہلے بھی کہا ہے کہ انسان خربوزوں اور تربوز کی طرح منڈی میں بک رہے ہیں، پارٹیاں بدلی جا رہی ہیں، عقیدے بدلے جا رہے ہیں، زندگی بھر کے کردار پر زندگی بھر کی تاریخ پر پانی پھیرا جا رہا ہے، آدمی ایک کیمپ سے نکل کر دوسرے کیمپ میں جانے کے لئے تیار ہے، جس سے ساری عمر دوستی رہی اس سے دوستی ختم کر کے ان سے دوستی کرنے کے لئے تیار ہے، جن سے ساری عمر دشمنی رہی، جن کو ساری عمر برا کہتے تھے، ان کو اچھا کہنے کے لئے تیار، جن کو پاؤں تلے روندتا تھا ان کو سر پر بٹھانے کے لئے تیار، جن کو آنکھوں میں جگہ دیتا تھا ان کو پاؤں تلے روندنے اور مسلنے کے لئے تیار، سب کچھ انسان کرنے کے لئے تیار ہے، اور جس سے آپ پوچھیں گے، اگر وہ صحیح بات کہنے کی ہمت و جرأت رکھتا ہو، منافق نہ ہو تو آپ سنیں گے کہ سب کے دل میں وہی فرعون بیٹھا ہوا ہے، اور دنیا کے فساد کا باعث یہی ہے۔

ساری لڑائی اغراض کی ہے

تم نے دو عظیم جنگوں کا نقشہ دیکھا ہے، ان میں کون سا مذہب کس مذہب کے خلاف لڑا تھا، کہاں صلیبی جنگ تھی۔ کیا وہ اسلام و عیسائیت کی آویزش تھی، حاشا و کلا۔ مذہب اس سے بری ہے، یہ مذہب کی خوبی ہو یا مذہب کی کمزوری ہو، مجھے اس سے بحث نہیں، مذہب آج اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ دوسرے مذہب سے ٹکرائے، خلوص خلوص سے کبھی نہیں ٹکرایا، روحانیت روحانیت سے کبھی نہیں ٹکرائی، یہ الزام ہے، اتہام ہے، بہتان ہے، میں تاریخ کو چیلنج کرتا ہوں، تاریخ کے پروفیسروں کو چیلنج کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ بھی بتا دیں کہ خلوص خلوص سے لڑا ہو، خلوص میں خلوص سے لڑنے کی صلاحیت ہی نہیں، خلوص جب خلوص کی طرف بڑھے گا، پہچان لے گا، بھائی، بھائی کو پہچان لیتا ہے، نیک نیک کو پہچان لیتا ہے ماں اپنے بیٹے کو پہچان لیتی ہے، بیٹا اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے، اس سے زیادہ مخلص مخلص کو پہچانتا ہے، کبھی مخلص مخلص سے نہیں لڑ سکتا، کبھی روحانیت روحانیت سے نہیں لڑ سکتی، کبھی نیکی نیکی سے نہیں لڑ سکتی، کبھی صداقت صداقت سے نہیں لڑ سکتی، ہمیشہ جھوٹ جھوٹ سے لڑتا ہے ہمیشہ اغراض اغراض سے لڑتے ہیں، سارا فساد دنیا میں اغراض کا ہے، اغراض کے سوا آج کچھ نہیں ہے، امریکہ میں اغراض کے سوا کچھ نہیں ہے، یورپ میں اغراض کے سوا کچھ نہیں ہے، اور افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے اس برصغیر ہندوستان و پاکستان میں اغراض کے سوا کچھ نہیں ہے، آج ساری دنیا میں اغراض کی کارفرمائی ہے آج لوگوں کو روٹی نہیں ملتی تو اغراض کی بدولت، آج لوگوں کو تن چھپانے کے لئے کپڑا نہیں ملتا تو اغراض کی بدولت، آج انسان انسان کے خون کا پیاسا ہے اغراض کی بدولت، آج کل، جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں، وہ بھی اغراض کا کرشمہ ہیں، مذہب کا نام بدنام ہے، مذہب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک شاہراہ کے سوا آج سارے راستے بند ہیں

میں صاف کہتا ہوں کہ اسلام کا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں، ہندو مذہب کا بھی تعلق نہیں، عیسائیت کا بھی تعلق نہیں، ایک مذہبی اور انصاف پسند انسان کی حیثیت سے میں اعلان کرتا ہوں کہ مذہب کا کوئی قصور نہیں، آج جہاں کہیں بھی کشت و خون ہو رہا ہے، آج جہاں کہیں بدامنی ہے آج جہاں کہیں انسان انسان کو پامال کر رہا ہے گھروں کو تاراج کر رہا ہے، بستیوں کو بے چراغ کر رہا ہے، وہاں صرف اغراض ہیں، اور یہ سلسلہ کبھی بند نہیں ہو سکتا، اس کے بند کرنے کی طاقت دنیا کے کسی فلسفے میں نہیں، اس کے بند کرنے کی طاقت کسی مفکر کے پاس نہیں، راستے گم ہیں، دروازے بند ہیں، انسان کی قسمت پر مہر لگ چکی ہے، صرف ایک راستہ ہے اور وہ راستہ صرف انبیاء علیہم السلام کا بتایا ہوا راستہ ہے۔

اے یورپ کے داناؤ! اے امریکہ کے لال بجھکڑو! تم راستہ کھو چکے، مسیح علیہ السلام نے تم کو ایک راستہ بتایا تھا، جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نہیں ہوئی وہ راستہ بھی منزل تک پہونچانے کے لئے کافی تھا، مگر اے قعر مذلت انسانیت کے دشمنو! تم نے مسیح علیہ السلام کی تعلیمات کا دامن چھوڑ دیا، کلیسا پر افترا ہے، الزام ہے، کلیسا میں ہزاروں خرابیاں سہی، کلیسا نے بہت غلط کردار ادا کیا، لیکن کلیسا جنگوں کا ذمہ دار نہیں، کلیسا نے وحدت پیدا کی، یورپ کی منتشر طاقتوں کو ملایا اور وہاں کے لوگوں نے صاف صاف کہا ہے کہ جب سے پوتھر کی تحریک دنیا میں آئی اس نے عیسائیت کو جو کچھ بھی فائدہ پہونچایا ہو اس نے یورپ کی وحدت کو پارا پارا کر دیا، ایک کلیسائے اعظم، ایک اسقف اعظم کے نیچے جو یورپی اقوام جمع ہو گئی تھیں اور صدیوں سے زندگی گزار رہی تھیں ان کا تار بکھر گیا، ان کی لڑی ٹوٹ گئی، وہ ایسی منتشر ہوئیں کہ آج کوئی طاقت، کوئی فلسفہ، کوئی نظام خواہ وہ اقتصادی نظام ہو، خواہ وہ کوئی سیاسی نظام ہو، خواہ وہ جمہوریت ہو، خواہ ڈکٹیٹرشپ ہو، کوئی اس وحدت کو دوبارہ لانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں)

امت اسلامیہ کی خصوصیت و ذمہ داریاں

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

امت اسلامیہ تمام امتوں کی رہبر و نگراں

امت مسلمہ کو وسطیت کی صف کی بنا پر دوسری امتوں کے مقابلے میں جو ذمہ دار انہ اور برتر مقام ..... حاصل ہوا اس مقام کے مطابق اس کو پروردگار کی طرف سے کام کی ذمہ داری بھی سپرد کی گئی، جس کا ذکر اس سلسلہ میں آئی ہوئی آیت قرآنی میں اس طرح آیا ہے: "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (سورۃ البقرہ۔ ۱۴۳) اور تم کو ہم نے امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر نظر رکھنے والے اور گواہ بنو اور رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں۔

اس میں الناس یعنی لوگوں کے لفظ میں سارے انسان آجاتے ہیں۔

انسانی معاشرہ کا وحدت اور حق پرستی سے آغاز

قرآن مجید میں "الناس" یعنی لوگ کے لفظ کو سورۂ نساء کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام بندگان خدا کو مخاطب کرتے ہوئے استعمال کیا گیا ہے، فرمایا "يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا" (سورۃ النساء۔ ۱) کہ اے لوگو اپنے پروردگار کی بندگی اختیار کرو، جس نے تم کو صرف ایک جان سے پیدا کیا یعنی حضرت حوا کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کا سلسلہ پھیلا دیا، چنانچہ تم اللہ سے ڈرا اختیار کرو جس کے نام کے حوالے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے مطالبہ کرتے ہو، اور آپس کے رشتوں کا لحاظ کرو، بیشک اللہ تمہارا نگراں ہے، یہ آیت تمام انسانوں کو خدائے واحد کی بندگی اور اطاعت کا حکم دیتی ہے، اور یہ بتاتی ہے کہ انسانی برادری اپنے مختلف خاندان قوم اور ملک کے فرق کے باوجود سب ایک باپ اور ایک ماں سے پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی سب کی اصل ایک ہے اس طرح تمہارا پیدا کرنے والا بھی ایک اور تمہارا جد اکبر بھی ایک، لہٰذا تم کو اپنے رب واحد یعنی خالق و باالنہار کا شکر گزار اور تابعدار بننا چاہئے کہ تنہا اسی نے تم کو پیدا کیا، اور تمہاری نسل چلائی اور اسی کے حکم و مرضی پر سارے انسانوں کو چلنا ہے، خدا کی بڑائی اور احسان مانتے ہوئے اسی کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا یہ حکم سارے انسانوں کے مورث حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے چلا آرہا ہے۔

تنوع و اختلاف اور اصلاح کی ضرورت

حضرت آدمؑ اللہ کے پہلے پیغامبر تھے اور شروع میں ان کی سب اولاد اپنے باپ حضرت آدم کے بتائے ہوئے صحیح راستہ پر تھی، پھر جیسے جیسے نسلوں پر نسلیں آتی گئیں اور یہ اولاد مختلف علاقوں پر پھیلتی گئی اور ایک دوسرے سے دور ہوتی گئی، ایک دوسرے سے دوری کی وجہ سے وہ اپنے اپنے ذہن و خواہش سے نئی نئی باتیں اختیار کرتی چلی گئی، اس طرح خدا کی تابعداری اس راستہ سے جو حضرت آدم نے بتایا تھا ہٹتی گئی اور محض وہم و خیال کی بنا پر خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوقات میں سے نفع یا نقصان پہونچانے والی چیزوں کو خدا کی طرح مؤثر اور متصرف سمجھ کر خدا کی طرح لائق عبادت بنا لیا، اور اس طرح خدا کی نافرمانی، کفر اور شرک کا اثر مختلف قوموں کے عقیدہ و عبادت میں داخل اور ان کے مذہب کا جزء بن گیا اور ان کے اصلاح کے لئے رہبروں اور مصلحوں کی ضرورت پڑی۔

اصلاح و دعوت کے لئے انبیاء کی بعثت

چنانچہ اس فریضہ کو انجام دینے کے لئے مختلف قوموں اور علاقوں میں اللہ کی طرف سے مختلف زمانوں میں نبی بھیجے گئے، نبی اپنی اپنی قوم کو سمجھاتے اور صحیح راستہ کی طرف لوٹنے کو کہتے، لیکن انسان کا نفس اور شیطان ان باتوں کے ماننے میں رکاوٹ بنتا، کچھ لوگ مان لیتے اور اکثر لوگ نہیں مانتے تھے، بہرحال اللہ کی طرف سے نبی آتے رہے اور قومیں بھی ابھرتی اور گرتی رہیں، بے شمار قومیں اور بے شمار نبی آئے جن میں سے اہم قوموں اور اہم اہم نبیوں کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے، اور لوگوں کو اپنے باپ دادا کی بتائی ہوئی باتوں کے ذریعہ بھی اپنے سے پہلے کے لوگوں کی باتوں کا علم ہوا ہے۔

نبیوں کے آنے کا یہ سلسلہ حضرت عیسیٰؑ تک جاری رہا، ہر علاقے میں نبی آئے، اور اس طرح کم کوئی قوم ایسی بچی جس میں نبی نہ آیا ہو، قرآن مجید نے نبیوں کا حال بیان کرتے ہوئے ان کی

بنیادی بات یہ بتائی کہ ہر نبی نے پہلی بات تو یہ کہی کہ اپنے پروردگار کو ایک سمجھو، اسی نے تم کو پیدا کیا ہے، اور جو کچھ تمہارے پاس اور تمہارے ارد گرد ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس لئے کسی اور کو اس میں شریک نہ مانو، کسی دوسرے کی اطاعت و عبادت نہ کرو، اور خدائے واحد کے سوا کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو، انبیاء نے توحید کے اس پیغام کے بعد اپنی قوم کی ان دیگر خرابیوں کی طرف بھی توجہ دلائی جو اس نبی کی مخاطب قوم میں پائی جاتی تھیں، موٹی موٹی باتیں جن کا تذکرہ الگ الگ قوموں کے تذکرہ میں آیا ہے ان میں لوگوں پر ظلم و زیادتی، معاملات میں دھاندلی، فحاشی و بداخلاقی، امانت میں خیانت، لین دین میں بے ایمانی اور زندگی کی دیگر برائیوں کا الگ الگ قوموں کے تذکرہ میں ذکر ملتا ہے، مثلاً قوم عاد کے تذکرہ میں شرک کی مذمت کے بعد تجبر و اکڑ اور اپنی طاقت کا متکبرانہ اظہار اور بیجا زور و زبردستی سے بچنے کا اور نبی کی بات ماننے کے حکم کا ذکر ملتا ہے، قوم لوط کے تذکرہ میں شرک کی مذمت کے ساتھ ان کی حیا سوزی اور بداخلاقی اور جنسی بے راہ روی کا تذکرہ ملتا ہے، قوم مدین کے تذکرہ میں شرک یعنی غیر اللہ کی بندگی سے منع کرنے کے ساتھ ناپ تول میں دھاندلی کرنے اور دیگر زیادتیوں اور خرابیوں سے ممانعت کا تذکرہ ملتا ہے، قوم فرعون کے تذکرہ میں شرک کی ممانعت کے ساتھ، اقلیتی فرقہ یعنی بنی اسرائیل کے ساتھ غلاموں جیسا معاملہ کرنے اور ان کو ذلیل بنائے رکھنے اور کمزوروں پر اپنی بالادستی اور عظمت کا رعب جمانے اور اپنی جھوٹی شان و شوکت کی خاطر ان سے غلط فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا، اور اس کے ساتھ مختلف حالات اور برائیوں کا تذکرہ مختلف انبیاء کے یہاں ملتا ہے، لیکن ہر جگہ پہلی بنیادی بات یہ ضرور ملتی ہے کہ خدائے واحد کی بندگی کی جائے اور اس کے ساتھ کسی اور کی بندگی کرنے اور اس کی ذات و صفات میں کسی اور کو شریک کرنے سے بچا جائے اور یہ غلطی ہرگز نہ کی جائے، اس طرح تاریخ انسانی کی ہزاروں قوموں میں ہزاروں نبی آئے اور انھوں نے اپنی اپنی امتوں کو سمجھانے اور ان کے عقیدہ و کردار کی اصلاح کا کام کیا۔

عہد جدید کا آغاز اور آخری و جامع خصوصیات

یہ نبیوں کی آمد اور اصلاح عقیدہ و عمل کے کام کا سلسلہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تسلسل کے ساتھ جاری رہا، حضرت عیسیٰ کے بعد کچھ عرصے کے لئے روک دیا گیا، گویا یہ اشارہ تھا کہ انسانوں کے حالات اور ان کی زندگیوں کے نظام میں اب بڑی تبدیلی آنے والی ہے، اس کی تمہید کے طور پر کچھ عرصے کے لئے انبیاء کے بھیجے جانے میں قدرے توقف کیا گیا، پھر یہ توقف تقریباً ۶ سو سال کا تھا جس کے بعد سارے عالم کو ایک اکائی قرار دیتے ہوئے اس پورے عالم کے لئے صرف ایک نبی طے کیا گیا اور اس کو مرکزیت، جامعیت اور قیامت تک کے لئے کام کو استوار کرنے والا نبی بنایا گیا۔ جامعیت اور مرکزیت کے حامل اس نبی اور اس کی نبوت کو دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کے لئے کامل اور دائمی نبوت قرار دیا گیا، کیونکہ اب دنیا آپس کے تعارف و تعلقات میں ایک دوسرے سے قریب ہوتی جارہی تھی اور اس طرح پورا عالم ایک وحدت بنتا جارہا تھا، اسی کی بنیاد پر ان کا نبی بھی اب ایک ہی نبی ہوسکتا تھا جس کو عالمی وسعت کے مطابق جامعیت کے ساتھ بھیجا گیا، یہ ایک اہم تاریخی واقعہ تھا، اس کی بنا پر اس نبی کے آنے کی بشارت تقریباً ہر نبی نے پہلے سے ہی اپنی قوم کو دی تھی، سورہ صف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ذکر ہے "مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" کی بشارت دیتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ایک رسول میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔ (جاری)

تعمیر حیات
اپنے نئے قارئین کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

پتھروں کی دنیا میں ایک مشہور اور معتبر نام
ایشین ماربلس
ہمارے یہاں گرینائٹ، کوٹا اسٹون، دھول پور، جیس کے علاوہ ہر قسم کے ماربل ٹیل اور ہول سیل میں مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
پروپرائٹر: کلیم اللہ اعظمی، محمد ارشد اعظمی
ایشین ماربلس۔ رنگ روڈ۔ کراسنگ حسرم نگر لکھنؤ۔
فون نمبر 330455

قربانی کی حقیقت

● مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

اس دنیا میں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ قربانی اور ایثار سے کام لینا پڑتا ہے، جان کی قربانی مال کی قربانی، اوقات کی قربانی، اور عادات و خواہشات کی قربانی، ہر شخص میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی درجہ میں محبت کا جذبہ اور قربانی کا داعیہ ودیعت کیا ہے۔ اس کے معروف و معلوم حواس کے ساتھ ایک اور نامعلوم حس بھی رکھی ہے جو اس کو اس پر اکساتی رہتی ہے اور بعض وقت اس سے بڑے بڑے کام کروالیتی ہے۔

اس قربانی کا مرکز اور اس کا مقصد کیا ہونا چاہئے، کون سی ذات ہماری قربانی اور محبت کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔ اور وہ ہم سے کس قسم کی قربانی چاہتی ہے، اس کے متعلق دنیا میں ہمیشہ دو گروہ رہے، اہل حق اور اہل باطل یا مسلم و غیر مسلم، ایک طبقہ نے اپنے نفس کو، اپنے خاندان کو، اپنے جیسے انسانوں کو زمین کو، دولت کو، اور قومی عزت کو اپنا معبود و مقصود بنالیا، اس کو اپنی قربانی و محبت کا مرکز اور اپنے سفر کی آخری منزل قرار دیا اور ان کی ساری تگ و دو اس دنیا کی عارضی زندگی اور چند روزہ بہار کے لیے محدود اور وقف ہوگئی

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (سورہ کہف ۱۰۴)

(وہ لوگ جن کی ساری دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی، اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں)

مسلمانوں کا طرز عمل اور ان کا عقیدہ اور یقین اس سے بالکل مختلف تھا، ان کی محبت و قربانی کا اصل مرکز ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات رہی اور انھوں نے ہر دور میں اس کے راستہ میں ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ اور جس قربانی کا جس وقت مطالبہ ہوا اسی وقت وہ قربانی پیش کی اور کبھی ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش اور دعوئ محبت میں کوئی کمزوری نظر نہ آئی۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (سورۂ احزاب: ۲۳)

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انھوں نے خدا کے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

انھوں نے قربانی کو کبھی تقسیم نہیں کیا انھوں نے اس کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جو آج بدقسمتی سے ہم مسلمان اس کے ساتھ کر رہے ہیں۔

یہ تقسیم کیا ہے؟ یہ تقسیم یہ ہے کہ بکرے کی قربانی ہم نے اللہ تعالیٰ کے لیے رکھ چھوڑی ہے اور وقت اور مال اور عادات و خواہش کی قربانی اپنے لیے مخصوص کرلی ہے، سالانہ قربانی اللہ کے لیے ہے اور روزانہ قربانی اپنے لیے ہے اپنی محبوب اولاد، محبوب بیوی اور مال و دولت کے حصول کے لیے ہے۔

آج مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی کا مطلب صرف یہ سمجھ لیا ہے کہ ہر سال حج کر آیا کرو، ولیمہ اور عقیقہ کی شاندار دعوت کر دیا کرو، اور بقرعید میں کسی جانور کی قربانی کرلیا کرو۔ اس کے بعد سال بھر چین کی بانسری بجایا کرو۔ بدقسمتی سے کچھ لوگوں نے اس میں کچھ اور حرام چیزیں شامل کرلی ہیں۔ اور اس میں اس فرصت کے فلسفہ کے ساتھ لذت اور تفریح طبع کی بھی آمیزش ہے، وہ قبروں پر چادر چڑھاتے ہیں، عرس و قوالی سے لطف اندوز ہوتے ہیں بزرگوں کی قبروں پر میلے منعقد کرتے ہیں۔ اور گناہ بخشوا کر اور سال بھر کے لیے جنت کی ضمانت لیکر واپس آجاتے ہیں۔

جو لوگ ان بدعتوں سے محفوظ اور ان برائیوں سے دور ہیں وہ کسی مدرسہ کو چندہ دیکر کوئی سبیل لگوا کر، کسی مسجد میں حافظ کا انتظام کرکے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے جو کچھ قربانی کرنی تھی کر چکے۔ اب ان کو کسی چیز کی قربانی کی ضرورت نہیں، اور اگر ضرورت پڑی تو اس کے حقدار اب وہ خود ہیں۔

اس کے بعد ہمیں شکایت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نہیں آتی اور مسلمانوں کی مدد نہیں ہوتی۔ یاد رکھئے کہ مدد کا وعدہ بکرے کی قربانی کے ساتھ نہیں بلکہ عادت کی قربانی اور خواہش کی قربانی کے ساتھ مشروط ہے۔ لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ (سورۂ حج ۳۷)

(خدا تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے)

اللہ تعالیٰ کو پکے یا بھنے ہوئے گوشت لمبے چوڑے دسترخوانوں اور خوشبودار غذاؤں

کی طلب نہیں ہے اور یہ چیزیں ان کے پاس نہیں پہونچتیں۔ اس کے پاس دل کا ادب و لحاظ، خدا کا خوف و محبت اور خدا کے لیے نفس و مال کی قربانی پہونچتی ہے اور اسی میں اس کی رحمت کو متوجہ کرنے کی طاقت ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمارے لیے صبح سے شام تک دفتروں میں سر کھپانا، رات رات بھر سرکاری ڈیوٹی انجام دینا اور اپنے کاروبار اور اپنے بزنس کی ترقی کے لیے ہر مصیبت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا اور ہر تکلیف گوارا کرنا آسان ہے۔ لیکن صبح کے وقت اپنا بستر چھوڑ کر نماز کے لیے اٹھنا مشکل ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پان سگریٹ [illegible]چائے میں کچھ تاخیر ہو جائے تو ہمیں اذیت ہونے لگتی ہے، ہماری پیشانی پر شکنیں پڑجاتی ہیں۔ اور اگر کسی وقت کی نماز قضا ہو جائے، کسی کی حق تلفی ہو جائے، کوئی ناجائز کام ہم سے سرزد ہو جائے تو ہمیں احساس تک نہیں ہوتا؟

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اپنی ایک ادنیٰ خواہش اور ذلیل تقاضہ پر ہم جتنا روپیہ چاہتے ہیں صرف کر دیتے ہیں، اپنے موٹر (M500) کی تسکین کے لیے ہر قسم کی فضول خرچی کر گزرتے ہیں۔ اور کسی صحیح مصرف اور ضرورت پر جس کا تعلق آخرت کے ثواب اور خدا کے وعدہ پر ہو۔ چند آنے خرچ کرکے ماتھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے سارے گناہوں کی تلافی کردی۔

یہ چند حقائق ہیں، غور سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ ہماری ساری زندگی اس قسم کے نمونوں سے بھری ہوئی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی بری عادتوں کی اصلاح اور اپنی خواہشات کی بندش کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کی، اور قربانی کی اس غلط روش پر چلتے رہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے آدمی اپنے ارادہ، اپنی خواہش، اپنی عادت اور اپنے مزاج کے گلے پر چھری پھیرے۔ اپنے دل کے کہنے پر نہیں بلکہ خدا اور رسول کے کہنے پر چلنے کا فیصلہ کرے اور اس قسم کے ہر موڑ پر خدا کے ڈر اور آخرت میں جوابدہی کے خیال سے برائی سے اپنا ہاتھ روک لے اور دل پر پتھر رکھ کر اس سے باز رہے۔ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (سورۂ نمبس، ۴۰)

(اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور جی کو خواہشوں سے روکتا ہے)

جو کوئی ناجائز آواز خواہ وہ کتنی میٹھی اور رسیلی ہو محض اس لیے نہ سُنے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کسی غلط چیز سے خواہ وہ بار بار اس کے سامنے آئے محض اس لیے نگاہیں پھیرلے کہ یہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی ہے جو دوستوں کی محض سے اپنی ساری دلچسپی کے باوجود محض اس لیے آنکھ اٹھ آئے کہ اس میں غیبت و عیب جوئی ہو رہی ہے، جو اپنے گھر والوں کے غلط اور ناجائز مطالبات ان سے اپنی محبت و تعلق کے باوجود محض اس لیے رد کردے کہ اس میں احکام شریعت سے سرتابی اور معصیت کا ارتکاب ہے، اپنے والدین، اپنے بھائیوں اور اپنے قریب ترین عزیزوں کے خلاف ان کی مروت اور شرم کے باوجود صاف صاف گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے۔

اس سے کم درجہ یہ ہے کہ جہاں وہ دن رات میں اپنی سینکڑوں خواہشات پوری کرتا ہے اور اپنے نفس کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے ہر قسم کی قربانی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہاں وہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے اس کے در رحمت پر دستک دینے، اور اس کی نظر کرم کو متوجہ کرنے پر بھی صرف کرے اور اس کے لیے اپنے نفس اور مال اور اپنی خواہش و عادت کی بھی تھوڑی بہت قربانی پیش کرے۔

وہ کم از کم بڑے بڑے گناہوں سے بچے غیبت، خیانت، جھوٹ، بدنگاہی، اور فرائض میں کوتاہی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے اور اس راہ میں اگر اس کو اپنے اوقات اور اپنی عادات کی کچھ قربانی کرنی پڑ رہی ہو تو اس سے بالکل دریغ نہ کرے۔

قربانی کی یہ صحیح تصویر ہے جس پر خدا کی نصرت کا وعدہ ہے۔ اس قربانی میں کوئی تقسیم نہیں یہ جانور کی قربانی سے لے کر اپنے نفس کی قربانی تک محیط ہے۔ بلکہ جانور کی یہ قربانی دراصل اسی نفس کی قربانی کا عکس اور اس کی مثالی تصویر اور اس کا مادی پیکر ہے اور جانور کی قربانی کا کیا ذکر، حضرت اسمٰعیل جیسی ہستی کی قربانی کا حکم اور اشارہ اسی لیے تھا کہ اس کی محبت کی قربانی ہو جو ایک چاہنے والے باپ کے دل میں اپنے محبوب فرزند کے لیے موجود ہوتی ہے۔

قربانی کی حقیقت اور اس کی روح (خواہ وقت کی قربانی ہو یا مال کی، جان کی ہو یا خواہشات کی، محبت کی ہو یا عادت کی اور رجحان کی) یہ ہے کہ آدمی خدا کے ڈر کے سامنے، ماحول، سماج اور حکومت کے ڈر سے اور خدا و رسول کی محبت کے سامنے انسانوں کی محبت، دولت کی محبت اور دوسری تمام محبتوں سے دستبردار ہو جائے، اور اس کو اپنے تمام تعلقات، محبتوں، عادتوں اور خواہشوں پر ترجیح دے۔

حدیث میں آیا ہے کہ تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے مال، اہل و عیال اور اس کے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

اور خود قرآن مجید کا صاف ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (سورۂ توبہ ۹ آیت ۲۴)

کہدیجئے اگر باپ دادا تمہاری اولاد اور بھائی تمہاری بیویاں اور تمہارے اعزہ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری کا تم کو ڈر ہے، اور وہ رہنے کی جگہیں جو تم کو محبوب ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد اور کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم دیدے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا فاسق لوگوں کو!

قربانی کا یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر اللہ کے کچھ بندوں نے پوری انسانیت کی قسمت بدل دی تھی اور اپنی حقیقت سمجھ لی تھی خدا کی نصرت کے حصول کے لیے آج بھی یہی واحد راستہ ہے۔ اور یہی ایسا راستہ ہے جو مسلم و غیر مسلم ہر قسم کی حکومت میں مسلمانوں کے لیے کھلا ہوا ہے۔ اس لیے اس میں اکثریت و اقلیت اور آزادی و مجبوری کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے

احترام "عید قرباں" کا تقاضا ہے یہی جاں نثاری کی ادائیں سیکھ لے یہ زندگی

المرکز العلمی، نئی دھلی کی تازہ پیشکش

تاریخ فکر اسلامی

مصنف: پروفیسر محمد اجتباء ندوی

یہ کتاب پروفیسر محمد اجتباء ندوی کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے مختلف اوقات و مواقع پر تحریر کئے ہیں۔ یہ علمی، تاریخی، ادبی اور سوانحی مقالات مختصر، سادہ اور عام فہم اسلوب و انداز میں دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ طباعت کے ساتھ "تاریخ فکر اسلامی" کی شکل میں منظر عام پر آگئے ہیں۔

قیمت: =/۱۱۵ روپئے

ملنے کا پتہ:
- مکتبہ ندویہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نمبر ۲۲۶۰۰۱
- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی نمبر ۱۱۰۰۲۵

اعلان ملکیت و دیگر تفصیلات فارم نمبر ۴ رول ۸

مقام اشاعت: مجلس صحافت و نشریات، دار العلوم ندوۃ العلماء بادشاہ باغ لکھنؤ

مدت اشاعت: پندرہ روزہ

مدیر مسئول: شمس الحق ندوی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

پرنٹر پبلشر کا نام: شاہد حسین

قومیت: ہندوستانی

پتہ: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مالک کا نام: مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

میں شاہد حسین تصدیق کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا امور میرے علم و یقین سے صحیح ہیں۔

(بقیہ) قربانی کے اصل روح

اور قربانی کی اصل روح کو بھول جاتے ہیں، جس کا انجام ہم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں، کاش ہمارے خواص میں قربانی کی اصل روح پیدا ہو جاتی اور امت ابتلا و آزمائش کے اس پر آشوب دور سے کامیابی کے ساتھ گذر سکتی

قربانی کے اہم مسائل

● مولانا فقیر محمد یوسف دہلوی

جب قربانی کا جانور قبلہ رُخ لٹا دے تو پہلے یہ دعا پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرے، اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

مسئلہ: جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کردے تو بہت ثواب پائے گا۔

مسئلہ:۔ مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ بقرعید کی دسویں تاریخ سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہترین دن بقرعید کا دن ہے، پھر گیارہویں پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ:۔ بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے، جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کریں۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتا ہو۔ تو وہاں فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے شہر کے اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اس کی قربانی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود وہ شہر ہی میں موجود ہے لیکن جب قربانی دیہات میں بھیجدی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہوگیا۔ ذبح ہوجانے کے بعد اس کو منگوالے اور گوشت کھائے۔

مسئلہ:۔ بارہویں تاریخ تک سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ:۔ دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات میں ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ:۔ دسویں گیارہویں تاریخ کو سفر میں تھا پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا۔ یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کرلی تو اب قربانی کرنا واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لیے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی اور سے ذبح کرالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑا ہو جانا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کرنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ:۔ قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں، نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو نفل ہوگئی لیکن اپنے ہی مال میں۔ کرے اس کے مال سے ہرگز نہ کرے۔

مسئلہ:۔ بکری، بکرا، بھیڑ دنبہ، گائے بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ:۔ گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف

گوشت کھانے کی نیت نہ ہو اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں سے کم ہے۔

مسئلہ:۔ اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ آدمی شریک ہوگئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔

مسئلہ:۔ قربانی کے لیے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کرلیں گے اور ساجھے میں قربانی کریں گے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ شریک ہوگئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی۔ بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کرلیا تو دیکھنا چاہیئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ جس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں۔ اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہوگیا اس لیے دوسرا خرید لیا پھر وہ پہلا بھی مل گیا اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہو تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے۔ اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہو تو دونوں کی قربانی اس پر واجب ہوگی۔

مسئلہ:۔ سات آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ کم رہے گا تو سود ہو جائے گا اور گناہ ہوگا۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور کھال کو بھی شریک کرلیا تو جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا کم ہو، جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ پائے شریک کئے تو بھی سود ہوگیا اور گناہ ہوا۔

مسئلہ:۔ بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس کی ہوچکیں تب قربانی درست ہے۔ اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے۔ اور اگر دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر کے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت میں چھ مہینے کے دنبے اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ:۔ جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ نقطہ تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:۔ اتنا دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:۔ جس جانور کے پیدائش سے ہی سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔

مسئلہ:۔ خصی یعنی بدھیا بکرے اور پٹھے کی قربانی درست ہے جس جانور کے خارش ہو اس کی بھی قربانی درست ہے البتہ اگر خارش کی وجہ سے بالکل لاغر ہوگیا ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر جانور قربانی کے لیے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی جانور قربانی کردے۔

مسئلہ:۔ قربانی کا گوشت خود کھائے اور اپنے رشتہ داروں کو دے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کردے۔ خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کردے اور یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کردے وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہو۔ اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ

وہی پیسے خیرات کرنا چاہیئے۔ اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دے تو بُری بات ہے مگر ادا ہوجائیں گے۔

مسئلہ:۔ اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں، خیرات ہی کرنا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر کھال کو اپنے کام میں لائے جیسے اس کی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

مسئلہ:۔ قربانی کی رسّی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردے۔

مسئلہ:۔ کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگئی۔

مسئلہ:۔ کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے اور اگر بکری خریدلی تھی تو وہی بکری بعینہٖ خیرات کردے۔

مسئلہ:۔ جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کردے نہ خود کھائے نہ امیروں کو دے جتنا خود کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ:۔ اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا کھلانا بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔

مسئلہ:۔ لیکن اگر کوئی مُردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کردینا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہے قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بغیر اسکے کہے تجویز کرلیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی جانور کسی کو حصہ[1] پر دیا ہے تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی ملک نہیں ہوا۔ بلکہ اصل مالک کا ہی ہے اس لیے اگر کسی نے اس پالنے والے سے خرید کر قربانی کردی تو قربانی نہیں ہوئی۔ اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصہ پر دیا ہے خرید کرلیں۔

مسئلہ:۔ اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہوں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء و احباب کو تقسیم کرنا۔ یا پکا کر کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اُجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اُجرت میں نہ دیا جائے۔

[1] یعنی چرائی پر۔ یا ادھیا پر دیا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی بھی قربانی جائز ہے۔ اگر بچہ بھی زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کردے۔

قربانی

حکیم محمد عمر نقشبندی پٹیالوی

عظمت انسان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
قوت ایمان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
عزم ابراہیم و اسماعیلؑ کا صبر جمیل
یہ نرالی شان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
شخصیت ایثار و قربانی سے پاتی ہے فروغ
ملتوں کی جان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
زہد و تقویٰ منزل عرفان تسلیم و رضا
درجۂ احسان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
زندگی کی دوڑ میں اے دوست تکمیل عروج
ہر گھڑی ہر آن وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
شر کے پودے کا ہے وابستہ شرارت سے وجود
خیر کا سامان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ
علم ہے تفکی جہاں میں سربلندی کا سبب
علم کا فیضان وابستہ ہے قربانی کے ساتھ

دُعائے مغفرت

مولانا محمد حشمت اللہ صاحب ندوی سابق استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء کے والد ماجد محمد عیسیٰ صدیقی کا دربھنگہ بہار میں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے دو ماہ قبل انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تمام ارکین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مرحوم کے انتقال کی خبر ادارہ تعمیر حیات کو تاخیر سے موصول ہوئی۔

اجتہادی مسائل میں اعتدال کی راہ

تحریر:— ڈاکٹر صلاح العبادی — ترجمہ:— مولانا اسلام الحسینی ندوی

(قسط ۲)

تسلسل کے لئے ۱۰ر فروری ۱۹۹۹ء کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں

اجتہادی مسائل میں نکیر نہیں کی جاتی

یہ بات گذر چکی ہے کہ اجتہادی مسائل میں کسی فریق کو گنہ گار قرار دینا درست نہیں، اس سے یہ بھی واضح ہے کہ ہمیں ان مسائل میں کسی پر نکیر کرنا بھی درست نہیں، نکیر وہیں ہونی چاہئے جہاں گناہ کا پہلو بالکل کھلا ہوا ہو۔

محدث ابونعیم نے اپنی کتاب الحلیہ میں اپنی سند سے سفیان بن سعید ثوری سے نقل کیا ہے "اگر تم کسی شخص کو کوئی ایسا عمل کرتا دیکھو جس میں اختلاف رائے ہو، اور تمہاری رائے اس کے خلاف ہو تو اسے منع نہ کرو۔

انھیں سے محدث خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے

"فقہاء کا جس مسئلہ میں اختلاف ہوتا ہے اس میں کسی شخص کو میں نہیں روکتا کہ وہ کسی فقیہہ کے قول پر عمل کرے۔"

امام نووی مسلم شریف کی حدیث "من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ" (تم میں سے جو بھی کسی برائی کو دیکھے اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"علماء اس منکر پر نکیر کرتے ہیں جس کے منکر ہونے پر سب کا اتفاق ہو، اختلافی مسائل میں نکیر نہیں کی جاتی، اس لئے ایک رائے اختلافی مسائل میں یہ ہے کہ ہر مجتہد کی رائے درست ہوتی ہے، اکثر محققین کے ہاں ترجیح اسی کو حاصل ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ رائے تو کسی ایک کی صحیح ہوتی ہے، غلطی کس سے ہو رہی ہے اس کا تعین نہیں ہوتا، اور گناہ اس پر نہیں ہوتا، لیکن اگر خیر خواہی کے طور پر کسی کو اختلافی مسئلہ ترک کر دینے کی نصیحت کی جائے تو مستحسن ہے لیکن نرمی کے ساتھ کہنا ہے، کیونکہ اس پر علماء متفق ہیں کہ اختلاف سے بچنے پر زور دینا چاہئے، اگر اس سے کسی سنت میں کوتاہی نہ ہو رہی ہو یا کسی دوسرے اختلاف میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے محتسب کے ذمہ داریوں پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس چیز پر اسے احتساب کرنا ہے، وہ کوئی ایسا منکر ہو جو فی الوقت پایا جا رہا ہو، بغیر تجسس کے محتسب کو اس کا علم ہو جائے اور بغیر اجتہاد کے اس کا منکر ہونا معلوم ہو۔

منکر کے سلسلہ میں چوتھی شرط کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ "بغیر اجتہاد کے اس کا منکر ہونا معلوم ہو، کیونکہ اجتہادی امور میں احتساب و مواخذہ نہیں ہوتا، خلاف حنفی کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ شافعی پر گوہ اور بجو کھانے پر نکیر کرے، یا اس جانور کے کھانے پر جس کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی گئی، اسی طرح شافعی کو نہیں چاہئے کہ وہ کسی حنفی پر اس نبیذ کے مسئلہ میں نکیر کرے جو نشہ آور نہیں ہے، اور ذوی الارحام (باپ دادا، بیٹے پوتے وغیرہ کے علاوہ دیگر رشتہ داروں) کے حصہ میراث کے مسئلہ پر نکیر کرے، اسی طرح شفعہ جوار کے ذریعہ حاصل ہونے والے گھر میں رہنے پر، اسی طرح دیگر اجتہادی اور اختلافی مسائل پر نکیر نہیں کی جانی چاہئے لے

امام سیوطی اپنی کتاب "الاشباہ والنظائر" میں اس کو ایک قاعدہ کلیہ کی حیثیت سے ذکر کرتے ہیں۔

"مختلف فیہ مسائل میں نکیر نہیں، نکیر اجماعی منکرات پر ہوتی ہے"۔

ہاں وہ چند صورتوں کا استثناء کرتے ہیں جن میں اختلافی امور پر بھی نکیر ہوتی ہے۔

۱۔ مسئلہ کی دلیل بہت کمزور ہو، لہٰذا رہن شدہ عورت سے وطی کرنے کے سبب مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر حد جاری کی جائے گی اور حضرت عطاء تابعی کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

۲۔ مقدمہ کسی (غیر حنفی) قاضی کی عدالت میں پیش کیا جائے اور وہ اپنے مسلک کے مطابق فیصلہ کر دے ایسی صورت میں حنفی بھی نبیذ پینے پر حد (سزا) کا مستحق ہوگا، کیونکہ قاضی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے عقیدہ و مسلک کے خلاف فیصلہ صادر کرے۔

۳۔ انکار کرنے والے کو انکار کا حق حاصل ہو، مثلاً شوہر کو یہ حق ہے کہ بیوی کو نبیذ پینے کی

لے دیکھئے احیاء علوم الدین از امام غزالی ج ۲ ص ۲۳

ممانعت کرے، حالانکہ وہ اس کے جواز کی قائل ہو لے

امام ابن تیمیہ اجتہادی مسائل میں کسی عالم کی تقلید کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا کسی اختلافی مسئلہ میں نکیر کی جائے گی یا عمل کرنے والے سے قطع تعلق کیا جائے گا؟ اسی طرح جو شخص دو قولوں میں سے کسی قول پر عمل کرے اس کا کیا حکم ہے، انھوں نے جواب دیا:

"اجتہادی مسائل میں کسی عالم کے قول پر عمل کرنے والے پر نہ نکیر کی جائے گی نہ اس سے قطع تعلق کیا جائے گا، اور جو شخص دو اقوال میں سے کسی قول پر عمل کرے اس پر بھی نکیر نہیں اگر عمل کرنے والا ایسا شخص ہے جس کے سامنے ایک قول کا راجح ہونا ظاہر ہو تو اس پر عمل کرے، ورنہ جس عالم پر اعتماد ہو اس کی تقلید کرے۔

حنبلی فقیہہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

"کسی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص پر جو اپنے مسلک کے مطابق عمل کر رہا ہو نکیر کرے، کیونکہ اجتہادی مسائل میں نکیر نہیں ہوتی"۔

علامہ ابن رجب الحنبلی اپنی کتاب "جامع العلوم والحکم" میں فرماتے ہیں۔

"اس منکر پر نکیر ہونی چاہئے جس پر اتفاق ہو، مسئلہ اگر اختلافی ہو تو ہمارے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ایسے مسائل میں نہ مجتہد پر نکیر ہے نہ اس کے مقلد پر، ہاں شاہی فرامین، اور جن مسائل میں اختلافی رائے بہت کمزور ہو اس سے مستثنیٰ ہیں۔ لے

شیخ محمد بن عبدالوہاب "توسل" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"بعض حضرات توسل بالصالحین کی اجازت دیتے ہیں، بعض حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کو مخصوص قرار دیتے ہیں، اکثر علماء ممانعت اور کراہت کے قائل ہیں، یہ مسئلہ ایک فقہی مسئلہ ہے، ہمارے نزدیک اگرچہ جمہور کی رائے درست ہے لیکن توسل بالصالحین کرنے والوں پر ہم نکیر نہیں کرتے، کیونکہ اجتہادی مسائل میں نکیر نہیں ہوتی۔

نکیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر صاحب مسلک کو اپنے مسلک پر عمل کا اختیار دیا جائے اور اس سلسلہ میں طعن و تشنیع نہ کی جائے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام آپس کے اختلافی مسائل میں اس پر متفق تھے کہ ہر فریق کو اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کی اجازت ہے، عبادات، معاشرت، ایمان، عطیات بیت المال، سیاسی امور اور دیگر شعبوں میں ان کا یہی موقف رہا..... اور یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ وہ گمراہی اور باطل پر اتفاق کرنے والے نہیں، اور کتاب و سنت میں ان کے اتباع کے احکام موجود ہیں۔ لے

مذکورہ بالا قاعدہ کے بارے میں دو باتیں ملحوظ رکھنی ضروری ہیں۔

۱۔ اجتہادی مسائل سے مراد وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں کوئی قطعی دلیل، قطعی نص یا اجماع موجود نہ ہو۔

علامہ شاطبی اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

معتبر اجتہاد ان جگہوں پر ہوتا ہے جہاں دو پہلوؤں میں حکم شرعی دائر ہو، اور ان میں سے ہر ایک میں ایک کی لگی اور دوسرے کے اثبات کے سلسلہ میں شارع کا مقصد پورا ہوتا نظر آتا ہو، اور قطعی طور پر نفی یا اثبات کا فیصلہ نہ ہو سکے۔

بطور مثال زیورات پر زکوٰۃ کا مسئلہ ہے، اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ ضرورت کے عام سامان پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ نقدین (سونے اور چاندی) پر زکوٰۃ ہے، کیونکہ بین دین اور تنمیت (قیمت بننے) کے لئے ہی زیادہ تر ان کا استعمال ہوتا ہے، اب مباح زیورات کا حکم دو احتمالات رکھتا ہے، اگر اس پہلو سے دیکھا جائے کہ وہ سونا اور چاندی ہے تو زکوٰۃ عائد ہونی چاہئے، اور اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے کہ وہ ایک جائز استعمالی چیز ہے جس سے زینت مقصود ہے نہ کہ تنمیت (قیمت) تو زکوٰۃ نہیں ہونی چاہئے، نتیجتاً اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہوا۔ اسی طرح مجہول الحال شخص کی روایت اور شہادت کا مسئلہ ہے، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عادل شخص کی روایت اور شہادت قبول کی جاتی ہے اور فاسق کی روایت اور شہادت قابل رد ہے۔ اب مجہول الحال شخص میں دونوں امکانات ہیں اس لئے اختلاف بھی اس کے بارے میں پایا جاتا ہے۔ لے

جہاں تک اختلافی مسائل کا تعلق ہے تو ان کا دائرہ وسیع ہے، اختلاف کمزور ہو یا شاذ ہو یا اسے علماء کی علمی لغزشوں میں شمار کیا جاتا ہو اختلافی مسائل کے دائرہ میں ان کا بھی شمار کر لیا جاتا ہے، لیکن اختلافی مسائل سے ہماری مراد وہ مسائل ہیں جو محل اجتہاد ہیں، اسی لئے علماء اختلاف رائے رکھنے والے پر نکیر نہ کرنے کی بات وہاں کہتے ہیں جہاں اختلاف کمزور یا شاذ نہ ہو، اور نہ اسے علماء کی علمی لغزشوں میں شمار کیا جاتا ہو۔ لے

لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا "ربا الفضل" اور نکاح متعہ کے بارے میں جمہور سے اختلاف اس مسئلہ کو اجتہادی مسائل کی فہرست میں داخل نہیں کر دیتا، کیونکہ اس کی دلیل بھی کمزور ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رجوع بھی ثابت ہے۔

اسی طرح اس حاملہ عورت کا حکم جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا کہ وہ وضع حمل سے اس کی

عدت پوری ہوجائے گی اور یہ کہ جماع بغیر انزال موجب غسل ہوتا ہے کے سلسلہ میں بعض علماء سلف کا اختلاف ان مسائل کو اجتہادی مسائل کی حیثیت نہیں عطا کر دیتا، جبکہ ایک رائے صحت کے بارے میں یقینی علم ہمیں حاصل ہو چکا ہے۔

ہاں! دائرۂ اجتہاد سے اگر مسئلہ خارج ہے، تو مجتہد کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے، کیونکہ جہاں یہ اصول ہے کہ علماء کی لغزشوں کا اعتبار نہیں ہوگا اور نہ اختلافی مسائل میں ان پر اعتماد کیا جائے گا، وہیں یہ بھی اصول ہے کہ ان پر اس کی وجہ سے طعن و تشنیع بھی نہ کرنا چاہئے۔

علامہ شاطبی فرماتے ہیں: عالم کی لغزش پر نہ اعتماد کرنا چاہئے نہ اس کی تقلید میں اس پر عمل کرنا چاہئے، کیونکہ اس کے ذریعہ شریعت کی مخالفت ہوتی ہے، اسی لئے اس کو لغزش اور غلطی قرار دیا گیا، اگر اس کی تقلید اس میں درست ہوتی تو اسے لغزش اور غلطی نہ کہا جاتا، ہاں اجتہاد کرنے والے عالم پر طعن و تشنیع بھی نہیں کرنا چاہئے، نہ اس کی تنقیص کرنی چاہئے، اور نہ یہ سمجھنا چاہئے کہ اس نے جان بوجھ کر مخالفت کی ہے، کیونکہ یہ ساری باتیں اس کے دینی مقام کے خلاف ہیں۔[1]

دوسری بات یہ ہے کہ ان مسائل میں جس نکیر کی نفی کی جارہی ہے، وہ "انکار بالید" یعنی زور اور بطاقت نکیر کی نفی ہے، اور یہ کہ مخالف پر طعن و تشنیع نہ ہو اس کی دیانت اور عدالت کو مجروح نہ کیا جائے، اور اس سے اس بنیاد پر قطع تعلق نہ کیا جائے ہاں اس سلسلہ میں راجح رائے بیان کی جائے، یا مخالف رائے رکھنے والے کے دلائل کی کمزوری واضح کی جائے، اور احوط اور افضل پر عمل کی دعوت دی جائے، اختلاف سے بچنے کی تلقین کی جائے، لہٰذا اس معیار و پیمانہ کو ملحوظ رکھ

اس قاعدہ پر عمل ہوسکتا ہے، اور اس بات میں اہل علم سے جو متضاد اقوال منقول ہیں، ان میں جمع و تطبیق ہوسکتی ہے۔

امام ابن تیمیہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا کسی حاکم کے لئے جو شرکۃ الابدان[2] کے جواز کا قائل نہ ہو اس کا حق ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے روک دے۔ تو انھوں نے فرمایا:

اس کو لوگوں کو اس سے اور اس جیسے دیگر اجتہادی امور سے روکنے کا حق نہیں ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے موضوع پر لکھنے والے شوافع اور دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ ان مسائل میں نکیر طاقت کا استعمال کر کے نہیں ہونی چاہئے اور کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی اتباع کا پابند بنائے، ہاں اس کو علمی دلائل کی زبان میں بات کرنا چاہئے، اب جس کو بات سمجھ میں آئے قبول کرلے، اور جو دوسری رائے کا قائل ہو تو اس پر نکیر نہ کی جائے۔ (جاری)

---

[1] الاشباہ والنظائر از امام سیوطی ص ۱۵۸

[2] الاختلافات الفقہیہ از ڈاکٹر محمد ابو الفتح البیانونی ص ۹۶

[3] فتاوی ابن تیمیہ ج ۱۹ ص ۱۲۲-۱۲۳ (باقی ص ۲۷ پر)

دہلی میں آرام دہ قیام کے لئے بس ایک ہی نام

فون: 3261619 3369586 3278973

ہوٹل سلام

- دہلی کے مشہور بازار نق علاقہ میں واقع نئی بلڈنگ؛
- جدید طرز پر بنے آرام دہ کشادہ کمرے؛
- جنرٹر کی ایرکنڈیشنڈ؛
- ہر کمرے سے متحل باتھ روم، ٹھنڈا گرم پانی فوراً میسر؛
- ہر کمرے میں ٹیلی فون، بجلی نہ ہونے پر جنریٹر کا انتظام؛
- ہر کمرے میں قرآن مجید اور جائے نماز کا انتظام؛
- رمضان مبارک میں تراویح اور سحری کا انتظام؛
- پردہ نشین خواتین کے لئے علیحدہ مخصوص کمرے دستیاب؛
- ناشتہ اور کھانے کا عمدہ انتظام۔
- ڈورمٹری میں کم قیمت پر آرام دہ بستر دستیاب۔

مناسب داموں پر عمدہ سروس ہمارا نصب العین — منیجر "ہوٹل سلام" ۸۹۹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

گھر سے دور آرام دہ قیام — ایک ہی نام — "ہوٹل سلام"

مطالعہ میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

شمس الحق ندوی

نام کتاب: اقوال سلف (حصہ پنجم و ششم)
مرتب: مولانا محمد قمر الزماں الٰہ آبادی
صفحات: ۷۱۲، سائز: ۱۸×۲۲/۸
قیمت: ۱۲۰ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ دار المعارف ۴۶۶/۷، ۴ نخاسی بازار الٰہ آباد (یوپی)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

شاید اسی لئے بزرگان دین اور صوفیاء کرام نیک صحبت اور علماء و مشائخ سے ربط و تعلق قائم کرنے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

"بزرگوں کی صحبت سے دوری اور اسلاف اخیار کے وفات پانے کی وجہ سے ان کے فیوض سے محرومی کی صورت میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے بزرگوں کی حکایت و ملفوظات کے مطالعہ کو ان کے قائم مقام قرار دیا ہے جیسا کہ علامہ عبد الوہاب شعرانیؒ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ اور علماء ربانیین کی تصنیفات ان کی [illegible] کے بعد مریدین کی نصیحت و تربیت میں ان کی نیابت کرتی ہیں"۔

زیر نظر کتاب "اقوال سلف" حصہ پنجم و ششم سیرت و تصوف کے موضوع پر اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی ہے جس کا سلسلہ دو ہائی قبل مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی نے شروع کیا تھا، اس کے چار حصے منظر عام پر آکر قبول عام و خاص ہو چکے ہیں، تعمیر حیات میں ان پر تبصرہ بھی شائع ہو چکا ہے اور اب حصہ پنجم و ششم منصہ شہود پر آگیا ہے حصہ پنجم میں باسٹھ اور حصہ ششم میں پچیس مشائخ صوفیاء علماء اور ولیات و عارفات کا تفصیل کے ساتھ صاحب کتاب نے تذکرہ کیا ہے اور ان کی سیرت و سوانح نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آسان فہم انداز میں لکھنے کی کوشش کی ہے، جن میں مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادیؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا سید حامد علی ندویؒ، مولانا عبد الماجد دریابادیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا قاری محمد طیب دیوبندیؒ، مولانا اسعد اللہ سہارنپوریؒ، مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، مولانا محمد احمد پرتاب گڈھیؒ، مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ، مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ (حضرت جی) مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ، شیخ عبد الفتاح ابو غدہ شامیؒ، مولانا محمد عمر پالنپوریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ اور نیک دیندار خواتین صالحات میں سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہؒ (والدہ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی) سیدہ امۃ اللہ نسیم صاحبہؒ (ہمشیرہ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی) مکرمہ حنیفہ خاتون صاحبہؒ (اہلیہ قاری محمد طیب صاحب دیوبندیؒ) وغیرہم قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ اپنے مقدمہ میں کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ حصہ (کتاب) اس عصر و عہد جدید کے بلند پایہ مشائخ، مخلصین، صالحین و مصلحین کے اقوال و تجربات اور نصائح و ارشادات پر مشتمل ہے جس سے زندگی میں رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور ضرورتوں کا بھی علم ہوتا ہے، اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان مشائخ و مصلحین کے ساتھ بعض صالحات و عابدات اور پابند شرع اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والی خواتین و صالحات کے ساتھ راقم کے خاندان کی متعدد مستورات کے حالات و تجربات اور ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور توفیق الٰہی کے نتائج و شواہد بھی آگئے، اس طرح یہ کتاب مستورات کے طبقہ کے لئے بھی مفید، شوق انگیز اور بہت افزا بن گئی ہے، اور اس کی مستحق و لائق ہے کہ وہ دیندار گھروں میں مطالعہ کے لئے دی جائے"۔

یقیناً ان علماء و مشائخ اور صوفیاء اور ولیات و عارفات کی سیرت اور ان کے اقوال و تذکرے مردوں اور عورتوں سب کے لئے باعث عبرت و نصیحت ثابت ہوں گے، اور ان کے ان کمالات علمی و عملی کا مطالعہ کر کے خود ان کمالات تک پہونچنے کی کوشش کریں گے۔ مولانا محمد قمر الزماں صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ چھ جلدوں میں یہ کتاب لکھ کر نہ صرف یہ کہ ان بزرگوں کے مختصر حالات محفوظ کر دیئے بلکہ اصلاح و تربیت کے جویا لوگوں کے لئے ایک بڑا خزانہ جمع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ قبول

فرمائے اور کتاب سے فائدہ عام ہو۔

نام کتاب: حیاتِ صدیق
مؤلف: مفتی محمد زید مظاہری ندوی
صفحات: ۳۷۶، سائز: ۱۸×۲۲/۸
قیمت: ۸۰ روپے
ملنے کا پتہ: ادارہ افادات اشرفیہ ہتھورہ ضلع بانده (یوپی) ۲۱۰۰۰۱

موت برحق ہے جو بھی اس دارفانی میں آیا ہے ایک دن چلا جائے گا۔ مرنے کے بعد لوگوں کو کوئی یاد بھی نہیں کرتا، لیکن کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنے اخلاص وللہیت، معرفت الٰہی اور کارہائے نمایاں کے بدولت ہمیشہ دلوں اور ذہنوں میں زندہ رہتی ہیں ان کا تذکرہ زبان وقلم کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ انھیں عظیم شخصیتوں میں عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی ذات گرامی ہے۔

مولانا مرحوم عالم باعمل، انسان دوست، پاک طینت، پاکیزہ سیرت، مہمان نواز ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بیک وقت مصنف، مبلغ، مدرس، منتظم اور مصلح اور بہت سے اوصاف حمیدہ کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مفتی محمد زید ندوی مظاہری صاحب کو کہ انھوں نے حضرت قاری صاحب کی سیرت وسوانح لکھنے کے لئے قلم اٹھایا، بفضلہ تعالیٰ ان کے قلم سے پہلی جلد منصۂ شہود پر آگئی ہے پیش نظر کتاب سترہ ابواب پر مشتمل ہے جس کے اجمالی عناوین یہ ہیں "تاریخ ہتھورہ" "حضرت کے خاندانی اسلاف اور ہتھورہ کے چند بزرگوں کے حالات" "سوانح حضرت باندویؒ" ولادت سے فراغت علمی تک" "تدریسی خدمات" "بیعت وسلوک" "شادی وسفر حج" "فتنۂ ارتداد اور اس کا تدارک" "جامعہ عربیہ کی تاریخ" "اہلیہ کی وفات" "حضرت کی وفات" "مرض الموت اور تجہیز وتکفین" "حضرت کا تحریر کردہ وصیت نامہ" "حضرت کے ملفوظات" "حضرت کی آخری تقریر"

مذکورہ عناوین سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب کتنی اہم ہے۔

آپ خود کتاب ہاتھ میں لیں اور اس کی مناسب گراں کا اندازہ لگائیں۔ یقیناً آپ اس کو انمول تحفہ پائیں گے اور انشاء اللہ یہ کتاب زندگی میں تبدیلی لانے کا ذریعہ بنے گی۔

وہ سنتا کیا کہ پتھر کا صنم ہے

خلیل پرتاپ گڈھی

خوشی حاصل سہی پھر بھی وہ کم ہے
کرشمہ ہر خوشی کے ساتھ غم ہے

جو دل پر بوجھ تھا ہلکا ہوا کچھ
شریکِ غم ہوئی جو چشم نم ہے

بہت کی عاجزی و انکساری
وہ سنتا کیا کہ پتھر کا صنم ہے

بکا ہے دل کے ہاتھوں ذہن جب بھی
وہیں پر ڈگمگایا ہر قدم ہے

چمن کی ہو گئی کیسی یہ حالت
گھٹن سی دم میں جیسے دم بدم ہے

ہمارا جام کوزۂ بگل کی صورت
ہمیں کیا گر کہیں پر جام جم ہے

وفا کے نام پر اس کا وہ وعدہ
وفا کی راہ میں پہلا قدم ہے

رہیں بچ کر جو اس کی سازشوں سے
خلیل اس ذاتِ باری کا کرم ہے

Twin CONSTRUCTIONS

BUILDERS & DEVELOPERS

اعلیٰ تعمیر۔ پرفضا مقام
بہترین جائے وقوع

اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے
تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دوکانوں کے لئے
تشریف لائیں

انٹرنیشنل ایرپورٹ سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیرانٹڈ اور جدید انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔

آیئے

اور ٹوان کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے

Regd. Office :
Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade.
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059.
Tel. Fax : 850150 - 850321 - 850 3227

نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عـ ـعـ ـن

اسلامی علوم کی دنیا میں چند نام ایسے ہیں جن کی کسی تصنیف، تحقیق، فتاویٰ، مکتوبات میں کسی کا کوئی نام سن لے تو اس کو اشتیاق ہوگا کہ جلد از جلد اس کو حاصل کرے کیوں کہ اس سے بے بہرہ ہونا ایک طرح کا عیب اور علمی نقص شمار ہوتا ہے۔ ان چند نامور اور مستند مصنفین میں ابن تیمیہ، ابن القیم، ابن الجوزی، امام غزالی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قسم کے اکابر ملت کے نام بہت مشہور ہیں۔

شاہ صاحبؒ کے علمی ودینی نظریات شریعت کے اسرار ورموز بیان کرنے کا خاص انداز سب سے ممتاز ہے، فارسی اور عربی نظم ونثر دونوں میں ان کا کمال منفرد ہے۔ آپ کے سیاسی مکاتیب عرصہ ہوا پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ترجمہ وتحشیہ کے ساتھ شائع کرکے ہندوستان کی تاریخی دستاویزوں میں بیش بہا اضافہ کیا تھا۔

اب آپ کے وہ مکتوبات جو سلوک و تربیت سے متعلق ہیں جن میں بہت سے مشکل دینی سوالات کے جوابات ہیں۔ دو جلدوں میں شائع ہوئے ہیں جو متن نہیں بلکہ مکتوبات کے اردو ترجمے ہیں اور ان کو تحقیق وترجمہ سے مزین کرنے کا کام ایک بزرگ عالم ومحقق مولانا نسیم احمد صاحب فریدی علیہ الرحمہ نے کیا تھا جن کی وفات دس سال قبل یعنی ۱۴۰۹ھ میں ہوئی ہے، مولانا فریدی نے ان مکتوبات کا مجموعہ چاندپور میں دریافت کیا تھا۔ یہ سن ۱۹۴۷ء کی بات ہے۔ اس وقت سے اپنی وفات تک فارسی اور عربی متن کی نقل وتصحیح کا کام دیدہ ریزی کے ساتھ کرتے رہے۔ اس مجموعہ میں وہ ۵۲ خطوط بھی تھے جو نواب نجیب الدولہ اور ان کے معاصرین کے نام تھے۔ ان کا ترجمہ بھی حضرت فریدی کا نے کیا اور اپنے خواہرزادہ پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم کو دیدیا جنھوں نے کافی مشقت کے ساتھ اس کے حواشی تیار کئے اور ندوۃ المصنفین سے شائع کرایا۔ دوسرے ایڈیشن میں مزید ۲۵ خطوط شامل کیے، بقیہ مکاتیب پر مولانا نسیم احمد فریدی مرحوم کام کرتے رہے اور ایک ایک لفظ کی تحقیق کی۔ ان کے حاشیئے لکھے، دوسرے مسودات سے تطبیق کرتے رہے اور ۴۵ سال کی طویل مدت اس پر صرف کی، مرحوم کی زندگی میں اس کے بیشتر حصے ماہنامہ الفرقان میں شائع ہوچکے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے برادرزادہ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے اعادۂ تحقیق وترتیب کی خدمت انجام دی۔

پھلت ضلع مظفرنگر کے ایک درویش جوں سال مولانا کلیم احمد صدیقی (مجاز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ) نے اس کو اپنی اکیڈیمی سے شائع کیا ہے جس کا نام شاہ ولی اللہ اکیڈیمی ہے اور اس پر مقدمہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کے قلم سے ہے، حضرت محقق ومترجم مولانا نسیم احمد فریدی کی جانفشانی دیدہ ریزی اور علمی یکسوئی کے ساتھ اس خدمت کو انجام دینے کا ذکر اس مقدمہ میں بھی ہے۔

لیکن ابھی ایک اہم کام باقی ہے یہ دو جلدیں جو بہت آب وتاب کے ساتھ، اچھی طباعت اور اعلیٰ کتابت کے ساتھ مجلد سامنے آئی ہیں یہ ترجمہ ہیں اصل متن فارسی میں ہے اس کو بھی شائع ہونا چاہیئے جس طرح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا اصلی متن بھی شائع ہوا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی۔

زیر نظر ترجمہ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ بہت امانت اور باریک بینی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ فارسی اور عربی ترکیبوں اور بعض الفاظ کو بجنسہ باقی رکھا گیا ہے کیوں کہ اس کا متبادل لفظ اردو میں نہیں ہے لہٰذا یہ احتیاط کہ کوئی جملہ اصل عبارت کا چھوٹنے نہ پائے اور ترجمہ کی زبان کو آسان اور رواں بنانے کے لیے ایک حرف کی زیادتی اور کمی نہ ہو۔ علمی امانت کی دلیل ہے

امید ہے کہ علمائے مدارس اور مصنفین اور اہل علم کے لیے یہ ایک علمی انکشاف ہوگا۔ نادر مکتوبات کے مضامین سلوک وتربیت علمی مسائل کی گرہ کشائی، پیچیدہ مسائل کے حل پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب میں اس مجموعہ مکاتیب کی مکمل تحقیق ہے۔ خود پروفیسر نثار احمد فاروقی کا مقدمہ معلومات میں اضافہ کا سبب ہوگا۔

مکمل سیٹ کی قیمت پانچ سو روپئے ہے آجکل کی گرانی اور روپیہ کی قیمت کی ارزانی کو دیکھتے ہوئے قیمت کم ہے۔ شاید ناشر نے صرف کاغذ، طباعت اور تجلید کی قیمت پر اکتفاء کیا ہے۔ یہ کتاب "ناشر شاہ ولی اللہ اکیڈیمی پھلت (نزد کھتولی) ضلع مظفرنگر (یوپی)" سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

(بقیہ) حواشی اجتہادی مسائل

۳؎ الموافقات از علامہ شاطبی ج ۴ ص ۱۵۵-۱۶۰
۴؎ ابن رجب حنبلی اور سیوطی کے سابق اقتباسات دیکھئے
۵؎ الموافقات از علامہ شاطبی ج ۴ ص ۱۷۱-۱۷۲

مطبع الرحمٰن عون ندوی

سوال و جواب

س:۔ قربانی کی حیثیت شریعت کی نظر میں کیا ہے؟

ج:۔ قربانی ایک اہم عبادت ہے اور اسلامی شعار ہے، دوسرے مذاہب کے لوگ بھی قربانی کرتے رہے ہیں لیکن وہ غیر اللہ کے لیے کرتے تھے۔ اسلام نے یہ تعلیم دی کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح قربانی اس کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ اگر شریعت کی بتائی ہوئی شرطیں موجود ہوں تو قربانی واجب ہوتی ہے۔

س:۔ اگر عورت صاحب نصاب ہے تو اس کی طرف سے مرد قربانی کرے گا یا خود عورت کرے گی؟

ج:۔ عورت اگر خود صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے خواہ وہ کرے یا اس کی اجازت سے مرد کردے۔

س:۔ اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اس کی وجہ سے قربانی نہیں کرتا۔ اور کہتا ہے کہ ہم مقروض ہیں تو ہم پر قربانی واجب نہیں ہے کیا اس کا کہنا صحیح ہے؟

ج:۔ اگر قرض ادا کرنے کے بعد وہ صاحب نصاب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

س:۔ کیا مرحومین کی طرف سے قربانی کرسکتے ہیں۔

ج:۔ اگر گنجائش ہو تو کرنا چاہیئے۔ انشاء اللہ مرحومین کو اس کا ثواب پہونچے گا۔

س:۔ مجھ پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن میں کرنا چاہوں تو کیا میں قربانی کرسکتا ہوں یا نہیں؟

ج:۔ اگر واجب نہیں ہے اور کرنا چاہتے ہیں تو بہت اچھی بات ہے، قربانی کرسکتے ہیں۔

س:۔ اگر کسی نے قربانی کے لیے بکرا خریدا اور قربانی سے قبل اس کو فروخت کردیا۔ کیا اب وہ رقم اپنے استعمال میں لاسکتا ہے؟

ج:۔ اگر وہ غریب ہے تو پھر قیمت صدقہ کرنا ہوگا۔ اور اگر مالدار ہے تو پھر دوسرا جانور قربان کرنا ہوگا۔

س:۔ کتنے دن قربانی کرسکتے ہیں؟

ج:۔ تین دن (دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ، تین یوم)

س:۔ کیا پیدائشی عیب دار جانور کی قربانی کرسکتے ہیں؟

ج:۔ عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں خواہ عیب پیدائشی ہو یا غیر پیدائشی ہو

س:۔ قربانی کے گوشت کو کس طرح تقسیم کرنا چاہیئے؟

ج:۔ قربانی کا گوشت۔ تین حصہ کرکے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے، ایک حصہ احباب واعزہ کے لیے۔ اور ایک حصہ فقراء ومساکین کو تقسیم کرنا افضل ہے۔ اگر خود تمام گوشت استعمال کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

س:۔ کیا قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے؟

ج:۔ دیا جاسکتا ہے۔

س:۔ قربانی کی کھال کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ جب تک چرم قربانی فروخت نہیں کی گئی اس کا حکم گوشت کا ہے، قربانی کرنے والا اس کا مالک ہے، جو چاہے کرے، فروخت کرنے کے بعد اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

منتخب تعبیرات

دوسرا ایڈیشن

"زیر نظر کتاب میں عربی زبان وادب کے منتخب تعبیرات، ضرب الامثال، رسائل وجرائد کی سرخیوں کے نمونے اور ان کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، مضمون نگاری کے طریقے اور مرحلہ وار مطالعہ کی افادیت بھی بیان کی گئی ہے، عربی زبان وادب کے طالب علموں کے لیے یہ ایک بے حد مفید کتاب ہے، اس کے لیے طلباء کو مولانا محمد علاء الدین ندوی کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔" ماہنامہ الرشاد اعظم گڑھ۔

صفحات: ۱۹۲ قیمت =/50 روپئے

ملنے کا پتہ:۔ ندوی بک ڈپو، پوسٹ باکس ۹۳، ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا حبیب الرحمٰن ندوی اللہ کے جوار میں

مولانا سید برہان الدین عظمی ندوی

۲۵ شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۹۹ء بروز جمعہ ندوۃ العلماء کے ایک قدیم فاضل جناب مولانا حبیب الرحمٰن ندوی حرکت قلب بند ہوجانے سے اچانک انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم اصلاً ضلع اعظم گڈھ کے قصبہ ادری کے رہنے والے تھے اور اب مئو میں متوطن ہوگئے تھے، وہاں وہ بہت صاف وشفاف تجارتی کاروبار میں مشغول تھے، لکھنے پڑھنے کا ذوق بہت پاکیزہ اور ستھرا تھا، تعمیر حیات کے ابتدائی عہد میں اس کے مستقل مضمون نگاروں میں تھے اور انھوں نے خطباء نبوی کے عنوان سے سلسلہ مضامین شروع کیا تھا جو عرصہ تک جاری رہا، اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے تھے، تعمیر حیات کے مستقل خریدار تھے اور لوگوں کو خریدار بناتے تھے، حضرت مولانا دامت برکاتہم کی ذات گرامی اور ندوۃ العلماء سے ان کو بہت گہرا لگاؤ تھا، ندوۃ العلماء کے سفیر کے ساتھ بہت وقت دیتے تھے اور بڑے سے بڑا تعاون کرانے کی کوشش کرتے تھے۔

ادھر کچھ دنوں سے قلبی عارضہ میں مبتلا ہوگئے تھے اور نہایت تندہی سے علاج کررہے تھے مگر وقت موعود آپہونچا اور جمعہ کی مبارک ساعتوں میں اپنے رب سے جاملے، اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

کسی موقع سے مستقل مضمون بھی شائع کیا جائے گا۔

مولانا کمالی صاحب کی وفات

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

۲۳ شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۹۹ء کو علی الصبح مولانا حسین احمد صاحب کمالی مہتمم مدرسہ فیض العلوم رام نگر ضلع بارہ بنکی کا ایک مختصر علالت کے بعد فجر سے پہلے ان کے وطن بہرائچ میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا کمالی صاحب بہت ہی صالح اور عالم باعمل تھے، انھوں نے مئو کے جامعہ مفتاح العلوم سے علوم اسلامیہ میں فراغت حاصل کی تھی اور بعض خصوصیت کے ساتھ وہاں کے بڑے علماء اور محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ سے شاگردی کا شرف حاصل تھا، وہ خطابت وتدریس دونوں میں ماہر تھے، ادھر ایک عرصہ سے رام نگر کے اس مدرسہ کی ذمہ داری سنبھال لی تھی اور اس کا الحاق بھی دار العلوم سے کرایا تھا اور نہایت صبر وشکر اور قناعت کے ساتھ زندگی گذارتے تھے، اکثر حضرت مولانا دامت برکاتہم اور مہتمم صاحب مدظلہ العالی سے ملنے کے لئے یہاں تشریف لایا کرتے تھے اور کچھ وقت گذار کر واپس جاتے تھے، حضرت مولانا دامت برکاتہم بھی ان کے ساتھ خاصی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے، وہ بہرائچ کے مشہور خطیب وشاعر مولانا بلالی کے چھوٹے بھائی تھے، علاقہ کے لوگ ان سے فیضیاب ہوتے تھے اور محبت کرتے تھے۔

صرف دو دن قبل مدرسہ سے اپنے گھر گئے ہوئے تھے کہ اچانک وہاں طبیعت خراب ہوگئی، بہرائچ کے سرکاری اسپتال میں داخل ہوئے اور وہیں جان جان آفریں کے سپرد کردی، حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی تمام لغزشوں وخطاؤں کو معاف کرکے ان کے ساتھ اپنی خاص رحمت ومغفرت کا معاملہ کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بقیہ: درس حدیث

شعیب سے اور انھوں نے اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا ہے (الفاظ ابوداؤد کے ہیں) کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول طہارت کیسے حاصل کریں؟ (اس کی مراد وضو سے تھی)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگایا، پھر تین بار اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (گٹوں تک) دھویا۔ پھر تین بار منہ دھویا، اس کے بعد تین بار اپنے دونوں ہاتھ (کہنیوں تک) دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا، اور شہادت کی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں میں ڈالا، اور کان کے ظاہری حصہ پر دونوں انگوٹھوں سے مسح فرمایا، پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا۔ اور فرمایا وضو اس طرح ہوتا ہے، جس نے اس میں کمی زیادتی کی اس نے غلط کیا اور حد سے تجاوز کیا (آپ نے "اساء وظلم یا ظلم واساء" کے الفاظ فرمائے)۔

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہت جلد سائز

NOTE BOOK

حرمین

اردو کاپی

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحرمین مسجد مرکزوالی ڈاکٹر لین امین روڈ امین آباد لکھنؤ۔

مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرانے کا رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک

فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں، ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا ایسے صفحات پر آیات درج ہوں، انکو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

مختصر

عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب کے ولی عہد اور نائب وزیر اعظم شہزادہ عبد اللہ بن عبد العزیز نے جنوبی کوریا کے مسلمانوں کی مسلم تنظیموں کے فیڈریشن کو ۵ لاکھ ڈالر کا عطیہ دیا ہے، یہ رقم مساجد کی تعمیر اور ضرورت مند مسلمانوں کی امداد پر خرچ کی جائے گی دنیا کے تمام علاقوں میں آباد مسلمانوں کی حالت بہتر بنانے کی سعودی عرب کی خواہش ہمیشہ رہتی ہے۔

● والس آف جرمنی کی اردو سروس کے چیف کے مطابق برلن، ہائیڈل برگ، اور میونخ وغیرہ کی لائبریریوں میں اردو اور اسلامی علوم پر کتابوں کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے اور اس وقت جرمنی میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً لاکھ کے قریب ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے انھوں نے بتایا کہ جرمنی میں مسلمانوں کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے مسلمانوں کے کئی سماجی اور تعلیمی ادارے بھی ہیں جنھیں ملک کے قوانین کے حدود میں رہ کر کام کرنے کی پوری اجازت ہے مگر اس وقت جرمنی میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ان کی نئی نسل کے لئے مذہب اور زبان کا مسئلہ ہے مگر اس سلسلہ میں لوگ گھر میں اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم دینے کی پوری کوشش کرتے ہیں، ابھی حال ہی میں حکومت نے اسکولوں میں بھی مذہبی تعلیم کی اجازت دے دی ہے۔

● انڈونیشیا کی سیاسی جماعت پی۔ ڈی۔ پی نے اپنے موجودہ نظریات کو خیر باد کہتے ہوئے ایک مرتبہ پھر اسلامی نظریات کو اپنی سیاست کی بنیاد قرار دینے کا اعلان کیا ہے، اطلاعات کے مطابق پارٹی کو اسلامی شناخت کی جانب واپس لے جانے کا فیصلہ پارٹی کی ایک میٹنگ میں کیا گیا، پارٹی کے رہنماؤں نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ پارٹی کو سیکولرزم کی جانب لے جانے کا فیصلہ ۱۳ سال قبل حکومت کے دباؤ پر کیا گیا تھا تاہم اب پارٹی کی اصل شناخت کو بحال کیا جانا ضروری ہو گیا ہے، واضح رہے کہ پی۔ ڈی۔ پی کو انڈونیشیا میں سرکاری طور پر منظور شدہ سیاسی پارٹی کی حیثیت حاصل ہے۔

● متحدہ عرب امارات کے تاجر اور صنعت کار جمعہ الماجد کو خدمت اسلام کے لئے ۱۹۹۹ء کا فیصل انعام دیا گیا ہے واضح رہے کہ یہ بین الاقوامی انعام ۵ مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دینے والے سال بھر کی اہم ترین شخصیات کو دیئے جاتے ہیں یہ انعام سعودی عرب کا کنگ فیصل فاؤنڈیشن تقسیم کرتا ہے جس کے چیرمین سعودی فرمانروا شاہ فہد بن عبد العزیز ہیں۔

بمبئی میں
اعلیٰ معیاری مٹھائی : بیکری مصنوعات
خصوصی مصنوعات
ڈرائی فروٹ، انجیر برفی، افلاطون، پائناپل برفی، مینگو برفی، بادامی حلوہ، کاجو قتلی، کاجو رول، گلاب جامن وغیرہ
شیرینی دنیا کا تاج
تاج کی مٹھائیاں
کرافٹ مارکیٹ جنکشن ۴، اکرناک روڈ بمقابل کرافٹ مارکیٹ بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۳
فون نمبر: ۳۴۲۱۵۷۸ ۔

قنوج کے قدیم مشہور و معزز کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ" اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر: ۳۴۴۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

اے خدا فریاد ہے فریاد ہے

مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

اک مسلماں نام کی آج "امت مرحوم" ہے
غم رسیدہ، ہوش رفتہ، بیدم و ناشاد ہے
کیا شکایت غیر کی اپنے دغا دینے لگے
باغباں صیاد بن کر لوٹتا ہے اپنا باغ
درد ہے لیکن کوئی درد آشنا باقی نہیں
ہے حجازی قافلہ لیکن نہیں اس میں حسین
ہر قدم پر بو لہب ہیں مصطفےٰ کوئی نہیں
کم نہیں ہیں آج بھی ملت میں مار آستیں
بس چلے تو بیچ ڈالیں یہ حرم تک کا غلاف
مر چکا آنکھوں کا پانی ہو گیا دل بے حیا
بے حمیت، بے ضمیر و بے وفا ملت فروش
بربریت وہ کہ ہے انسانیت تک نوحہ خواں
ذرہ ذرہ خاک کا یاں آج خون آشام ہے
نام ہے جس کا حمیت ان سے رخصت ہو گئی
رہ گئی سینے میں باقی اک فغانِ بے شرر
جو محیط بے کراں تھا ہے ذرا سی آبجو
خون کے آنسو رلاتا ہے ہمیں یہ انقلاب
خیر ہو قلب و نظر کی مہرباں بیداد ہے
اب تو ہی اسلام کا ویران دل آباد کر
جو دلِ نازک کو توڑے تو اسے برباد کر

زخم خوردہ، بے سہارا، بے کس و مظلوم ہے
مدتوں سے وہ اسیر پنجۂ صیاد ہے
"جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے"
گھر جلاتا ہے خود اپنا آہ گھر کا ہی چراغ
ہیں بہت جام و سبو لیکن کوئی ساقی نہیں
اب کسی کو یاد تک آتے نہیں بدر و حنین
رہزنوں سے واسطہ ہے رہنما کوئی نہیں
جعفر و صادق کے جیسے ننگ ملت ننگ دیں
کیا ہوئی پاکی نظر کی کیا ہوا دل کا عفاف
چاک کرتے ہیں خود اپنے جسم کی زریں قبا
جی حضور و چاپلوس و ننگ ایماں عیش کوش
ظلم وہ جن پر زمین و آسماں ماتم کناں
ہے مگر ارشاد ان کا "ہر طرح آرام" ہے
اور ذلیل و خوار ان سے ساری ملت ہو گئی
ہو گیا دل سوز سے خالی زباں بھی بے اثر
گردشِ ایام نے لوٹی گہر کی آبرو
سنگِ خارا میں بدل کر رہ گئے ہیں لعلِ ناب
اے خدا تجھ سے مری فریاد ہے فریاد ہے

دعا مانگنے کا طریقہ

حضرت سیدنا فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے: "حضورؐ نے ایک شخص کو نماز میں عاجزی سے دعا کرتے ہوئے سنا۔ اس نے نہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی حمد کی نہ حضورؐ پر درود و سلام بھیجا تب حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اے نمازی! تو نے جلدی کی۔ اس کے بعد حضورؐ نے لوگوں کو سکھایا کہ دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو پھر حضورؐ پر درود و سلام بھیجو اس کے بعد دعا کیا کرو (تاکہ وہ جلدی قبول ہو) پھر حضورؐ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اس شخص نے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی حمد کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تو دعا قبول ہو گی، اور مانگ لے گی، اور سوال پورا ہو گا۔ (حدیث)

دوبارہ مسجد آباد ہونے پر ایک سکھ بھائی کی خوشی

منگرور (عثمان لدھیانہ) کے قریب سارڑ نامی گاؤں کے غیر مسلموں نے تقسیم کے بعد سے بے آباد پڑی مسجد حال ہی میں مسلمانوں کے حوالہ کر دی۔ اس موقع پر مالیر کوٹلہ سے مفتی خلیل الرحمٰن مہتمم مدرسہ زینت العلوم خاص طور پر موجود تھے مسجد میں نماز شروع کر دی گئی ہے۔ گاؤں سارڑ کے معمر سکھ مستری اندر سنگھ نے مسجد آباد ہونے پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خدا کا گھر صحیح استعمال میں آگیا۔ یہ مسجد نصف صدی سے بند پڑی تھی مجھے اس مسجد کو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا تھا۔ کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۴۶ء سے پہلے اس مسجد میں ہمارے مسلمان بھائی نماز پڑھا کرتے تھے میں اللہ اکبر کی آواز بڑے اشتیاق سے سنا کرتا تھا۔ اور عید کے دن میں مسلمانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے گاؤں میں تین سو سے زائد مسلمانوں کے گھر تھے۔ لیکن سیاسی لیڈروں کی وجہ سے پاکستان بنا اور ہمارا ہنستا کھیلتا گلشن اجڑ گیا۔ آج جتنی خوشی مجھے اس مسجد کے آباد ہونے سے ہو رہی ہے اس کے بیان کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں گاؤں کی طرف سے مسجد آباد ہونے پر پنجاب کے مختلف مسلم تنظیموں نے گاؤں سارڑ والوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔
خدا کرے یہ مسجد ہمیشہ آباد رہے۔

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کر سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے بھی ایک سوال اچھا ہے
شاہ نعیم عطاؔر